یا اللہ جل جلالہٗ　　　　بسم اللہ الرحمن الرحیم　　　　یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حسبنا اللہ و نعم الوکیل ' علی اللہ توکلنا 'الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللہ

قلت حیلتی اغثنی وادرکنی

ولسوف یعطیك ربك فترضٰی

کلھم یطلبون رضائی وانا اطلب رضاك یا محمد

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ہے رضائے مصطفٰے میں رب کعبہ کی رضا
رب کعبہ کی رضا میں ہے رضائے مصطفٰے

جلد نمبر ۵۴　　شعبان ورمضان ۱۴۳۳ھ/ جولائی ۲۰۱۲ء　　شمارہ نمبر ۷

ماہنامہ رضائے مصطفٰے گوجرانوالہ

فہرست

سیاسی جوڑ توڑ

پاکستان کے نئے وزیراعظم کے انتخاب کے موقع پر سیاسی جوڑتوڑعروج پر رہا۔خبرمظہر ہے کہ پنجاب اسمبلی میں نازیبا الفاظ کے استعمال پر بدترین ہنگامہ ہوا‘ جوتے چل گئے‘ اپوزیشن کا واک آوٹ‘ اپوزیشن کی خاتون ارکان کی نعرے بازی۔(روزنامہ جنگ لاہور ۲۱جون)

قارئین نے اس وقت تک بعد کے ناگفتہ بہ واقعات بھی ملاحظہ فرمالئے ہوں گے‘ اندازہ کیجئے۔یہ پاکستان ہے جسے کلمہ طیبہ کے نام پر حاصل کیا گیا تھااور شروع سے اس کا نظم ونسق نااہل حکمرانوں کے ہاتھ میں ہے اور کم وبیش ۶۵ سال گزر جانے کے باوجود اہالیان پاکستان کوکلمہ طیبہ کی حکمرانی دیکھنی نصیب نہیں ہوئی اور بات یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ سیاسی جوڑ توڑ کیلئے مقتدر طبقہ آپس میں ایک دوسرے کوجوتے ماررہا ہے۔﴿﴾ جب یہ خبریں دوسرے ممالک میں گئی ہوں گی تو پاکستانی حکمرانوں کی کتنی تضحیک ہوئی ہوگی اور عالمی رائے عامہ نے کیا کیا تاثرات قائم کئے ہوں گے۔کیا آج کے حکمران طبقہ کوحضرت عمر بن عبدالعزیز سے کسی قسم کی کوئی مناسبت ہوسکتی ہے۔ڈاکٹر اقبال فرماتے ہیں:

؎ تجھے آباء سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی
کہ تو گفتار وہ کردار تو ثابت وہ سیارہ
تجھے اُس قوم نے پالا ہے آغوش محبت میں
کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاج سرِدارا

تم اقتدار کے بھوکے آپس میں حصول اقتدار کیلئے سیاسی جوڑ توڑ میں لگے ہوئے ہو‘اُن کے دوراقتدار میں شیر اور بکری ایک گھاٹ سے پانی پیتے تھے‘ تم ایسا معاشرہ ہرگز قائم نہیں کرسکتے۔

؎ تم کوتو اپنی اغراض کے محل سجانے سے غرض ہے
غرق ہوتی ہے اگر خلق خدا ہونے دو

تم اپنی جوڑ اور توڑ کی مشقیں جاری رکھو۔کٹیا کسی غریب کی جلتی ہے تو جل جانے دومگراس سیاسی جوڑ توڑ کے حبس میں بھی اے قوم!

؎ اُمنگیں اُبھرنے لگیں حریت کی
انہیں ارتقا دو انہیں ارتقا دو
یہ پانی کے قطرے جو بکھرے ہوئے ہیں
سمیٹو انہیں اِک سمندر بنا دو
حریف پتھر برسائے گھر تم لٹا دو
وہ کانٹے بکھیرے چمن تم کھلا دو

الیس منکم رجل الرشید
وما علینا الا البلاغ المبین

☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ معزز تھے زمانہ میں مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

جتنا قرآن مُیسّر ہو پڑھو

درسِ قرآن نہ اگر ہم نے بھلایا ہوتا
یہ زمانہ نہ زمانے نے دکھایا ہوتا

(از: نباضِ قوم مولانا مفتی ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی)

رب العزت جل جلالہٗ نے ارشاد فرمایا: فاقرء وا ما تیسر من القرآن "(جتنا قران (پڑھنا تمہیں) میسر ہو پڑھو" (پارہ ۲۹، رکوع ۱۴)

نیز فرمایا: ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر۔ اور بے شک ہم نے قرآن یاد کرنے کیلئے آسان فرما دیا تو ہے کوئی یاد کرنے والا" (پارہ ۲۷، رکوع ۸)

مزید فرمایا و ننزل من القرآن ما ھو شفاء ورحمۃ للمومنین "اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کیلئے شفاء اور رحمت ہے"۔ (پارہ ۱۵، رکوع ۹)

حدیث شریف: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "تم میں بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے"۔ (بخاری شریف)

دس نیکیاں: "جو شخص کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھے گا اس کو ایک نیکی ملے گی جو دس کے برابر ہوگی، مَیں نہیں کہتا آلٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف۔ لام دوسرا حرف۔ میم تیسرا حرف" (ترمذی)

مزید نیکیاں: "جو نماز میں کھڑے ہو کر قرآن پڑھتا ہے اُس کے واسطے ہر ہر حرف کا ثواب سو سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جو بیٹھ کر نماز میں پڑھتا ہے تو پچاس پچاس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اگر باوضو ہو اور نماز کے علاوہ پڑھے تو پچیس پچیس نیکیاں اور اگر وضو بھی نہ ہو تو دس دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں"۔ (عن علی رضی اللہ عنہ)

دس شفاعتیں: "جس نے قرآن پڑھا اور جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کیا اس کے والدین کو قیامت کے دن تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج سے اچھی ہے اگر وہ تمہارے گھروں میں ہوتا تو اب خود اس پر عمل کرنے والے کے متعلق تمہارا کیا گمان ہے" (ابوداؤد)

ازالۂ زنگ: "ان دلوں میں بھی زنگ لگ جاتی ہے جس طرح لوہے میں پانی لگنے سے زنگ لگتی ہے"۔ عرض کی "یا رسول اللہ! اس کی جلا کس چیز سے ہوگی"۔ فرمایا "کثرت سے موت کو یاد کرنے اور تلاوت قرآن سے"۔

(بیہقی شریف)

پست و بلند: "اللہ تعالیٰ اس کتاب سے بہت لوگوں کو بلند کرتا ہے، بہتوں کو پست کرتا ہے، یعنی جو اس پر ایمان لاتے اور عمل کرتے ہیں، ان کیلئے بلندی ہے اور دوسروں کیلئے پستی ہے"۔ (صحیح مسلم)

یہی ہے آرزو تعلیم قرآں عام ہو جائے
ہر اک پرچم سے اُونچا پرچم اسلام ہو جائے
کلام اللہ سے ہر مسلم کا دل پُرنور ہو جائے
یہی مقصد ہے دنیا سے جہالت دور ہو جائے

☆☆☆☆☆☆☆

حمد باری تعالیٰ

حمد ہے اس ذات کو جس نے مسلماں کر دیا
عشق سلطان جہاں سینہ میں پنہاں کر دیا

جلوۂ زیبا نے آئینہ کو حیران کر دیا
مہرومہ کو ان کے تلووٗں سے پشیماں کر دیا

اے شہ لولاک تیری آفرینش کے لئے
حق نے لفظ کُن سے پیدا ساز و ساماں کر دیا

کیا کشش تھی سرورِ عالم کے حسنِ پاک میں
سینکڑوں کفار کو دم میں مسلماں کر دیا

ہو گئی کافور ظلمت دِل منور ہو گئے
جس طرف بھی اس نے اپنا روئے تاباں کر دیا

نعمت کونین دے کر ان کے دست پاک میں
دونوں عالم کو خدا نے ان کا مہماں کر دیا

یاد فرما کر قسم حق نے زمین پاک کی
خاک نعل مصطفٰے کو تاج شاہاں کر دیا

دور ہی سے سبز گنبد کی جھلک کو دیکھ کر
عاشقوں نے ٹکڑے ٹکڑے جیب و داماں کر دیا

ہے جمیل قادری یہ فضل اللہ و رسول
تیرا مرشد حضرتِ احمد رضا خاں کر دیا

(جل جلالہٗ وصلی اللہ علیہ وسلم)

نعت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم

شہ عرش اعلیٰ سلام علیکم
حبیب خدایا سلام علیکم

مرے ماہ طیبہ سلام علیکم
شہنشاہ بطحا سلام علیکم

خبر جن کے آنے کی تھی مدتوں سے
ہوا جلوہ فرما سلام علیکم

جو تشریف لائے وہ سلطان عالم
تو کعبہ پکارا سلام علیکم

دو عالم کا آقا و مولیٰ بنا کر
تمہیں حق نے بھیجا سلام علیکم

یہ آواز ہر سمت سے آ رہی ہے
شہ دین و دنیا سلام علیکم

تمنا ہے اپنی مدینے پہنچ کر
کہوں پیش روضہ سلام علیکم

دعا ہے کہ جب وقت ہو جانکنی کا
ہو لب پر وظیفہ سلام علیکم

جمیل اپنے آقا شفیع الامم پر
پڑھے جا ہمیشہ سلام علیکم

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

(از: مولانا محمد جمیل الرحمٰن قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ)

درس قرآن و حدیث

شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن

نیکیوں کا موسمِ بہار ...... ماہِ رمضان ذیشان

از: نباضِ قوم علامہ مفتی ابوداؤد محمد صادق حفظہ اللہ۔ امیر جماعت رضائے مصطفےٰ پاکستان

اسلامی سال کا نانواں مہینہ رمضان المبارک ہے جو رمض سے ماخوذ ہے۔ رمض کے معنی جلانا ہے چونکہ یہ مہینہ بھی مسلمانوں کے گناہوں کو جلا دیتا ہے اس لئے اس کا نام رمضان رکھا گیا ۔رمضان گرم پتھر کو بھی کہتے ہیں جس پر چلنے والے کے پاؤں جلنے لگتے ہیں۔ جب اس ماہ کا نام تجویز کیا گیا اس وقت بھی موسم سخت گرم تھا اس لئے یہ نام ہوا۔ حضرت پیران پیر سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''رمضان میں پانچ حروف ہیں۔ اس کی '' ر'' رضائے خدا سے '' م'' محاباۃ خدا سے ''ض ''ضمان خدا سے''ا'' الفت خدا سے اور ''ن'' نور خدا سے عبارت ہے۔ پس رمضان المبارک مسلمانوں کیلئے رضائے خدا' محاباۃ خدا' ضمان خدا' الفت خدا' نور خدا تعالیٰ کا موجب ہے''۔ الحمد للہ رمضان المبارک تمام مہینوں سے افضل ہے۔ علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں ''جس طرح سیدنا یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹوں میں سے سیدنا یوسف علیہ السلام اپنے والد ماجد کو زیادہ محبوب تھے۔ اسی طرح سال کے بارہ مہینوں میں سے رمضان شریف خدائے لایزال کو زیادہ محبوب ہے' جس طرح اللہ کریم نے یوسف علیہ السلام کے واسطے سے باقی گیارہ بھائیوں کی مغفرت فرمائی اسی طرح رمضان پاک کی برکت سے گیارہ مہینوں کی خطائیں معاف فرمائے گا''۔ (انشاءاللہ)

فضائل و خصائص: رمضان المبارک کے بہت سے فضائل و خصائص ہیں اور ان میں سے بہت نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ رمضان میں قرآن پاک نازل ہوا اور قرآن میں صرف ماہ رمضان کا نام صراحۃً آیا۔ اس وجہ سے رمضان و قرآن میں گہری مناسبت اور زیادہ تعلق ہے اور اس مہینہ میں بالخصوص شب و روز قرآن پاک کی بہت زیادہ تلاوت ہوتی ہے۔ قیامت کے دن بھی دونوں مل کر شفاعت کریں گے۔ لہٰذا رمضان المبارک میں بالخصوص تلاوت قرآن و ختم قرآن پاک کی کوشش کرنی چاہیئے اور جو مرد' عورتیں اور نوجوان ناظرہ قرآن پاک بھی نہیں پڑھے ہوئے انہیں اس مقدس مہینہ میں بلاناغہ قرآن پاک پڑھنا شروع کر دینا چاہیئے۔ شرمانا نہیں چاہیئے' چاہے کتنی بھی عمر کے ہوں۔ روزانہ آدھ پون گھنٹہ قرآن پاک پڑھنے کیلئے نکالنا کوئی زیادہ مشکل کام نہیں۔ ❁ روزہ و رمضان کے احکام و مسائل قرآن و حدیث اور فقہ کی روشنی میں درج ذیل ہیں۔

اِرشادات خداوندی جل جلالہٗ: ''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے اگلوں (پہلی اُمتوں) پر فرض ہوئے تھے تا کہ تم پرہیز گار بن جاؤ (اللہ سے ہمیشہ ڈرو اور اس کی نافرمانی و گناہ سے بچو) روزے چند گنتی کے دن ہیں تو تم میں سے جو کوئی بیمار یا سفر میں ہو (جس کی مسافت تین دن سے کم نہ ہو) تو اتنے روزے اور دنوں میں (قضا رکھے) اور جنہیں (شیخ فانی کو) طاقت نہ ہو (روزہ رکھنے کی) وہ فدیہ دیں (دونوں

وقت) ایک مسکین کا کھانا' پھر جو اپنی طرف سے نیکی زیادہ کرے تو وہ اس کیلئے بہتر ہے اور (بیماری سفر و بڑھاپا کے باوجود جہاں تک ہو سکے) روزہ رکھنا تمہارے لئے زیادہ بھلا ہے اگر تم جانو''

''رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اُترا' لوگوں کیلئے ہدایت اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے' ضرور اس کے روزے رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو' تو اتنے روزے اور دنوں میں (قضا رکھے) اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا اور اس لئے کہ تم گنتی پوری کرو اور اللہ کی بڑائی بولو اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی اور تا کہ تم شکر کرو''۔

''اور اے محبوب! جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں دعا قبول کرتا ہوں' پکارنے والے کی جب مجھے پکارے تو انہیں چاہیئے' میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ راہ پائیں۔ روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا تمہارے لئے حلال ہوا۔ وہ تمہارے لباس ہیں اور تم ان کے لباس۔ اللہ نے جانا کہ تم اپنی جانوں کو خیانت میں ڈالتے تھے تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی اور تمہیں معاف فرمایا تو اب ان کے پاس جاؤ اور طلب کرو جو اللہ نے تمہارے نصیب میں لکھا ہو اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہارے لئے ظاہر ہو جائے سپیدی کا ڈورا سیاہی کے ڈورے سے پو پھٹ کر پھر رات آنے تک روزے پورے کرو اور عورتوں کو ہاتھ نہ لگاؤ جب تم مسجدوں میں اعتکاف سے ہو۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں ان کے پاس نہ جاؤ۔ اللہ یونہی بیان کرتا ہے لوگوں سے اپنی آیتیں تا کہ وہ پرہیز گار ہو جائیں''۔ (پارہ ۲، رکوع ۷) نتیجہ: مذکورہ ارشادات خداوندی و فرمودات مصطفوی سے دیگر احکام کے علاوہ یہ معلوم ہوا کہ روزہ کا مقصد محض بھوکا پیاسا رہنا نہیں بلکہ روزہ کی تربیت سے پوری طرح اپنی اصلاح کرنا اور متقی و پرہیز گار بننا ہے مگر افسوس کہ عام روزہ دار اس مقصد سے غافل اور پورے روزے رکھنے کے باوجود غیر شرعی صورت و سیرت کے باعث فاسق ہی رہتے ہیں۔ (معاذ اللہ)

فرمودات مصطفوی ﷺ: ''جو ایمان کی وجہ سے اور ثواب کیلئے رمضان کا روزہ رکھے گا اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جو ایمان کی وجہ سے اور ثواب کیلئے رمضان کی راتوں کا قیام کرے گا اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جو ایمان کی وجہ سے اور ثواب کیلئے شب قدر کا قیام کرے گا اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے''۔ (بخاری و مسلم)

''جب تم میں سے کسی کے روزہ کا دن ہو' تو نہ بیہودہ بکے اور نہ چیخے اور اگر اس سے کوئی گالی گلوچ کرے یا لڑنے پر آمادہ ہو تو کہہ دے میں روزہ دار ہوں'' (مجھ سے ایسا نہیں ہو سکتا) (بخاری و مسلم)

''کئی ایسے روزہ دار ہیں (جو خلاف شرع حرکات سے باز نہیں رہتے) کہ ان کو روزوں سے سوائے بھوک پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور کئی رات کو قیام کرنے (تراویح و نماز پڑھنے) والے ہیں کہ جنہیں قیام سے سوا جاگنے کے کچھ حاصل نہیں ہوتا''۔ (دارمی)

''جو شخص (خلاف شرع) بری باتوں اور برے کاموں سے باز نہ آئے' اللہ تعالیٰ کو (محض) اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کوئی حاجت نہیں''۔ (بخاری) ''اگر بندوں کو معلوم ہوتا کہ رمضان کیا چیز ہے تو میری اُمت تمنا کرتی کہ پورا سال رمضان ہی ہو''۔ (ابن خزیمہ)

''سحری کل کی کل برکت ہے۔ اسے نہ چھوڑنا اگرچہ ایک گھونٹ پانی ہی ہو کیونکہ سحری کھانے والوں پر اللہ اور اس کے

فرشتے رحمت بھیجتے ہیں'' (امام احمد و طبرانی) ''روزہ دار کی دعا افطار کے وقت رد نہیں کی جاتی ''۔ (بیہقی) ''جب تم میں سے کوئی روزہ افطار کرے تو کھجور یا چھوہارے سے افطار کرے۔ اس لئے کہ یہ برکت ہے اگر نہ ملے تو پانی سے افطار کرے کیونکہ وہ پاک کرنے والا ہے''۔ (ترمذی)

''جس نے رمضان کا روزہ رکھا اور اُس کی حدود کو پہچانا اور جس چیز سے بچنا چاہیئے اس سے بچا تو جو پہلے کر چکا ہے اس کا کفارہ ہو گیا''۔ (بیہقی) ''روزہ اس کا نام نہیں کہ (صرف) کھانے اور پینے سے باز رہے' روزہ تو یہ ہے کہ تمام لغو اور بیہودہ باتوں سے بچا جائے''۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ''جب رمضان آتا ہے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں''۔ (بخاری، مسلم)

نمازِ تراویح: مرد عورت سب کیلئے بالا جماع سنت مؤکدہ ہے اور اس کا چھوڑنا ناجائز اور گناہ ہے۔ تراویح کی رکعات بیس (۲۰) ہیں حضرات صحابہ و خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے عہد میں تراویح بیس رکعات پڑھی گئیں۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں شروع سے لے کر آج تک ۲۰ رکعت تراویح پر عمل ہے (مزید تفصیل کیلئے اشتہار ''بیس تراویح کا لاجواب بیان'' ملاحظہ فرمائیں)

لاؤڈ سپیکر: اکابر علمائے کرام کے متفقہ فیصلہ و شرعی فتویٰ کے تحت نماز فرض یا تراویح میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ممنوع ہے۔ اگر مجمع زیادہ ہونے کے باعث واقعی ضرورت ہو تو سنت طریقہ کے مطابق لاؤڈ اسپیکر کی بجائے نماز میں صالح و قابل مکبر کھڑا کریں اور نماز میں لاؤڈ اسپیکر بالکل استعمال نہ کریں۔ چند نمازیوں میں سپیکر کا استعمال تو ویسے ہی مذاق ہے۔

(اس سلسلہ میں اشتہار ''نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ناجائز ہونے کا بیان؟'' ادارہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ سے طلب کریں)

باجماعت نوافل کی ادائیگی مکروہ ہے

:امام ربانی مجدد الف ثانی

چاند دیکھنے اور دُعا پڑھنے کا ثواب حاصل کریں اور خدانخواستہ ۲۹ شعبان کو چاند کی رویتِ عام نہ ہو اور رویت ہلال کمیٹی اعلان کر دے تو شہادت حاصل کرنے اور شہادت بہم پہنچانے کی کوشش کریں تاکہ بحکم حدیث صحیح تحقیقی طور پر ثبوت ہلال پر عمل پیرا ہوسکیں۔

سب کتب احادیث و فقہ میں ''رویت ہلال کا باب اور رویت و شہادت کے مسائل کی تفصیل ہے' جنہیں پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صریح ارشاد گرامی ہے کہ ''صوموا لرؤیۃ وافطروا لرؤیۃ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار (اور عید) کرو''۔

نیز فرمایا ''لا تصوموا حتی تروا الھلال ولا تفطروا حتیٰ تروہ روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ چاند دیکھ لو اور افطار (وعید) نہ کرو یہاں تک کہ اسے دیکھ لو''۔ (مشکوٰۃ شریف)

O ہر شہر و علاقہ کیلئے یہی اصل دائمی شرعی فطری طریقہ ہے' سب جگہ ایک ہی دن روزہ رکھنے اور عید کرنے کا کوئی حکم نہیں (مزید تفصیل کیلئے اشتہار ''دربارۂ عید و رمضان ریڈیو' ٹیلی فون کا اعلان نامعتبر ہونے کا بیان'' ملاحظہ کریں) O اختصار کے پیش نظر چند مسائل روزہ تحریر کئے گئے ہیں۔ تفصیل کیلئے علماء اہلسنّت کی تصانیف بالخصوص بہار شریعت حصہ پنجم کا مطالعہ فرمائیں۔

☆☆☆☆☆☆

باجماعت نوافل (نمازِ تسبیح وغیرہ) کے ضروری مسئلہ کے متعلق

تاجدارِ سرہند و تاجدار بریلی رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ مبارکہ

سیدنا مجدد الف ثانی کا فتویٰ: ''بعض علماء سرانجام نوافل کی ترویج میں سعی کرتے ہیں اور فرائض کو خراب وابتر کرتے ہیں۔ مثلاً نماز عاشورہ کو جماعت اور جمعیت تمام سے ادا کرتے ہیں۔ حالانکہ جانتے ہیں کہ فقہ کی روایات نفلی جماعت کی کراہت پر ناطق ہیں اور فرضوں کے ادا کرنے میں سستی کرتے ہیں...... اور جماعت کی بھی چنداں قید نہیں رکھتے۔ جماعت میں ایک یا دو آدمیوں پر قناعت کرتے ہیں''۔ (دفتر اوّل ص ۴۷۷، مکتوب نمبر ۲۶۰)

☆ مکتوب ۲۸۸ میں مستقل طور پر نماز نوافل کی جماعت کے خلاف لکھا اور تحریر فرمایا کہ ''اکثر خاص وعام لوگ نوافل کے ادا کرنے میں بڑا اہتمام کرتے ہیں اور فرضی نمازوں میں سستی کرتے ہیں...... اور نہیں جانتے کہ یہ شیطان کے تسویلات یعنی مکروفریب ہیں جو سیات کو حسنات کی صورت میں ظاہر کرتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

جاننا چاہیئے کہ نوافل کو جمعیت تمام کے ساتھ ادا کرنا ان مکروہہ مذمومہ بدعات میں سے ہے جن کے حق میں حضرت رسالت پناہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ''جس نے ہمارے دین میں نئی بات نکالی وہ بدعت ہے'' پس وہ نماز جو روزِ عاشورہ شب برأت اور لیلۃ الرغائب وغیرہ میں جماعت کے ساتھ نوافل ادا کرتے ہیں اور دو دو سو یا تین تین سو یا اس سے زیادہ آدمی مسجدوں میں جمع ہوتے ہیں اور اس نماز و اجتماع و جماعت کو مستحسن خیال کرتے ہیں۔ ایسے لوگ فقہاء کے اتفاق سے امر مکروہ کے مرتکب ہیں اور مکروہ کو مستحسن جاننا بڑا بھاری گناہ ہے کیونکہ حرام کو مباح جاننا کفر تک پہنچا دیتا ہے اور مکروہ کو احسن سمجھنا ایک درجہ اس سے کم ہے۔ اس فعل کی برائی کو اچھی طرح ملاحظہ کرنا چاہیئے۔ جاننا چاہیے کہ ادائے نوافل کی بنیاد اخفاء وتستر یعنی پوشیدہ وتنہا ادا کرنے پر ہے تاکہ سمعہ وریا کا گمان نہ گزرے اور جماعت اس کی منافی ہے اور فرائض کے ادا کرنے میں اظہار واعلان مطلوب ہے کیونکہ ریا وسمعہ کی آمیزش سے پاک ہے۔ پس ان (فرائض) کا جماعت کے ساتھ ادا کرنا مناسب ہے اور مکروہہ جماعت نوافل کا اجتماع مشروع نہ ہوگا بلکہ منکر ہوگا۔

انتباہ: اسلام کے والیوں اور قاضیوں اور محتسبوں کو لازم ہے کہ اس اجتماع (جماعت نوافل) سے منع کریں اور اس بارے میں زجر وتنبیہ کریں تاکہ بدعت جڑ سے اکھڑ جائے''۔ (مکتوبات ص ۶۲۸ دفتر اوّل)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی باجماعت نوافل کی کراہت کو بدیں الفاظ بڑے اہتمام سے نقل کیا ہے کہ

''ہمارے آئمہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک نوافل کی جماعت بتداعی مکروہ ہے۔ تداعی مذہب اصح میں اس وقت متحقق ہوگی جب چار یا زیادہ مقتدی ہوں ہمارے آئمہ (رضی اللہ عنہم) کا مذہب معلوم ومشہور اور عامہ کتب میں مذکور ومسطور ہے کہ بلا تداعی مضائقہ نہیں اور تداعی کے ساتھ مکروہ مذہب مختار میں امام کے سوا چار یا زائد ہوں تو کراہت ہے''۔ (فتاویٰ رضویہ جلد سوم، ص ۴۵۹۔۴۶۳ ملخصاً)

مذکورہ حوالہ جات سے سیدنا مجدد الف ثانی ومجدد دورِ حاضرہ کے فتاویٰ مبارکہ سے باجماعت نوافل کی ترغیب وتداعی کی بجائے اس کی نفی وکراہت اور حوصلہ شکنی پر اتفاق ظاہر ہوتا ہے جبکہ حضور امام اعظم ابوحنیفہ ودیگر آئمہ احناف علیہم الرضوان کا بھی باجماعت نوافل کی کراہت پر اتفاق ہے۔ لہٰذا اس ناپسندیدہ مکروہ عمل سے نماز تسبیح وغیرہ کی جماعت سے بچنا چاہیئے۔ واللہ ورسولہٗ اعلم۔

(خادم اہلسنّت: ابوداؤد محمد صادق عفی عنہٗ)

چیدہ چنیدہ...... فیض رسول فیضاؔن

ماہِ رمضان المبارک

زہے نصیب! کہ پھر آ گیا مہِ رمضان
مثالِ ابرِ کرم چھا گیا مہِ رمضان!
پلک جھپکنے میں دن تیس بیت جاتے ہیں
کہ جیسے پل دو پل آیا' گیا مہِ رمضان

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

بہارِ گلشنِ آلِ رسول (ﷺ) زہرا ہیں
چراغِ خانۂ حیدر ہے آپ کی ہستی
نجوم و شمس و قمر کو بھی اذنِ دید نہیں
کمال طاہر و اطہر ہے آپ کی ہستی

سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

وہ مومنین کی مادر خدیجۃ الکبریٰ (رضی اللہ عنہا)
وہ غمگسارِ پیمبر (ﷺ) خدیجۃ الکبریٰ
حیا و شرم کی پیکر خدیجۃ الکبریٰ
امینِ سیرت اطہر خدیجۃ الکبریٰ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

دُخترِ صدّیقِ اکبرؓ عائشہ صدیقہ ہیں
زوجۂ محبوب داور عائشہ صدّیقہ ہیں
دی گواہی آپ کی عصمت کی خود اللہ نے
ایسی خاتونِ مطہّر عائشہ صدّیقہ ہیں

سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

آقا (ﷺ) ہیں شہرِ علم، علی اُس کا باب ہے
مُشکل کُشا ہے شیرِ خدا' بُوتراب ہے
فیضاؔن یہ حدیثِ رسالت مآب ہے
مولا علی کے چہرے کو تکنا ثواب ہے

قرآن مجید

قرآن کلامِ ذاتِ باری
ہر سورت و آیت اس کی پیاری
رمضان میں حق نے مصطفےٰ پر
اپنی یہ کتاب ہے اُتاری!

غزوۂ بدر

مبین فتح کا عنوان' بدر کا غزوہ
فروغ عزم مسلمان' بدر کا غزوہ
دعائے مصطفوی (ﷺ) کے طفیل جیتے تھے
نفوس بے سرو سامان' بدر کا غزوہ

لیلۃ القدر

آؤ! رحمت کے خزانے لُوٹ لیں
بیش قیمت' قدر والی رات ہے
ماہ دس سؤ اک طرف' یہ اک طرف
کیا انوکھی کیا نرالی رات ہے

رمضانی بیمار

جب بھی ہوئی ہے آمدِ رمضان دوستو
اکثر ہی کھابہ خوروں کے تیور بگڑ گئے
فیضان میں تو سمجھا تھا' عادت بدل گئی
پر پھر سے پہلوان جی بیمار پڑ گئے!

بعد از رمضان

پھر خدا کا خوف کم ہونے لگا
نیتیں پھر لا اُبالی ہو گئیں
کوچہ و بازار پھر سے بھر گئے!
مسجدیں دوبارہ خالی ہو گئیں

(جل شانہٗ۔ علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ علیہم الرضوان)

☆☆☆☆☆

سعودی عرب کے نامور مفتی و مدرس مسجد نبوی اور استاذ مکہ یونیورسٹی کے قلم سے

بیس تراویح کا چودہ سو سالہ تاریخی و تحقیقی ثبوت

صاحب جامع ترمذی محدث ابوعیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اکثر اھل العلم علی ما روی من علی و عمر و غیرھما رضی اللہ عنھم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم عشرین رکعۃ۔ یعنی اکثر محققین علما محدثین کے نزدیک تراویح بیس رکعت ہیں جیسا کہ روایت کیا گیا ہے (مثلاً) حضرت علی، حضرت عمر کے علاوہ کئی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔ امام محمد بن ادریس شافعی نے فرمایا کہ میں نے اپنے شہر مکۃ المکرّمہ والوں کو بیس رکعات نماز تراویح پڑھتے دیکھا۔ (جامع ترمذی ص ۹۹، جلد ۱)

قارئین کرام! جیسا کہ آپ نے جامع ترمذی کے حوالہ سے اہل حرم مکہ مکرمہ کا بیس رکعت تراویح ادا کرنے کا حوالہ و عمل پڑھ لیا اسی طرح ہم آپ کی معلومات کیلئے مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے حوالہ سے دور حاضر کا اہم سعودی حوالہ آپ کی نذر کرتے ہیں، غور سے مطالعہ فرمائیں۔

آج کل بعض حضرات پورے رمضان میں باجماعت تراویح اور باجماعت وتر ادا کرتے ہیں چونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایسا ہی کیا تھا لیکن تراویح کی تعداد کے بارے میں انہیں اشکال ہو جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں درج ذیل روایت پیش نظر رکھی جائے تو یہ اشکال بھی رفع ہو جائے گا۔ ارشاد نبوی ہے: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اوصیکم بتقوی اللہ والسمع والطاعۃ وان کان عبد احبشیا فانہ من یعش منکم بدی فیسریی اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء راشدین المھدیین تمسکوا بھا وعضوا علیھا بالنواجذ۔

(ترمذی، بحوالہ تاریخ المسجد نبوی الشریف ص ۱۵۰ ادکتور محمد الیاس)

ارشاد نبوی ہے "میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ تقویٰ اختیار کرو، امیر کی اطاعت کرو چاہے وہ حبشی غلام ہو تم میں سے جو میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت اختلاف دیکھے گا پس تم میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو اس سے وابستہ رہو اور اپنی داڑھوں کے ساتھ مضبوط پکڑے رہو۔

اس حدیث میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو تاکید کی ہے کہ میری سنت پر عمل کرنا تمہارے لئے ضروری ہے اور میرے بعد میرے خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ اس اصول پر سختی سے کاربند رہو۔ یوں آپ نے خلفاء راشدین کے جس طریقے کو قابل عمل سنت قرار دیا ہے اسے نا قابل عمل بدعت کیونکر کہا جا سکتا ہے اور جس طریقے کو آپ نے مضبوط تھامے رکھنے کا حکم دیا ہے اسے چھوڑنے کی تلقین کیسے کی جا سکتی ہے؟ اور جس عمل پر حضرات صحابہ کرام کا اتفاق ہو گیا ہو اس میں اختلاف کی گنجائش کہاں رہتی ہے؟ الغرض تراویح کی بابت خلیفہ راشد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ سنت اس صحیح حدیث کا مصداق ہے۔ لہٰذا پورا رمضان عشاء کے بعد باجماعت بیس تراویح اور تین وتر پڑھنے چاہئیں۔

عہد صدیقی: خلیفہ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں حضرات صحابہ کرام انفرادی طور پر یا چھوٹی چھوٹی جماعتوں کی صورت میں تراویح کا اہتمام کرتے۔

عہد فاروقی: خلیفہ دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے دوران ان سب کو ایک جماعت کے تحت منظم کر دیا چونکہ اب تراویح کے فرض ہو جانے کا احتمال نہیں تھا۔ یوں پورا رمضان نماز عشاء کے بعد باجماعت بیس تراویح اور تین وتر پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع و اتفاق ہو گیا۔

عہد عثمانی: تیسرے خلیفہ راشد حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی باجماعت بیس تراویح اور تین وتر کا معمول رہا۔

(سنن کبریٰ بیہقی باب عدد رکعات القیام فی رمضان)

عہد علی: چوتھے خلیفہ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بھی

باجماعت بیس تراویح اور تین وتر ادا کئے جاتے تھے۔
(سنن کبریٰ بیہقی باب عدد رکعات القیام فی رمضان)
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے خود دیکھا ہے کہ اہل مکہ بیس تراویح پڑھتے ہیں۔(جامع ترمذی باب ماجاء فی قیام رمضان)
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب ''الام جلد ا'' میں لکھتے ہیں کہ بیس تراویح حضرت عمر سے منقول ہیں اور اہل مکہ بھی بیس تراویح اور تین وتر پڑھتے ہیں۔ چودہ سوسالہ دور گواہ ہے کہ حرم مکہ شریف میں بیس تراویح پڑھی جاتی رہیں اور اب بھی یہی معمول ہے۔ تاریخ اسلامی میں ایک دن بھی ایسا نہیں ملتا جب حرم مکہ شریف میں آٹھ تراویح پڑھی گئی ہوں۔

مسجد نبوی شریف میں نماز تراویح: سعودی عرب کے نامور عالم مشہور مفسر شیخ الحدیث مدینہ منورہ کے سابقہ قاضی مسجد نبوی شریف کے مدرس شیخ عطیہ سالم نے مسجد نبوی شریف میں تراویح کی چودہ سو سالہ تاریخ عربی زبان میں ایک کتاب لکھی ہے جس کا عنوان ہے ''ایک ہزار سال سے زائد عرصہ میں مسجد نبوی میں تراویح کی تاریخ میں انہیں تاریخی حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ چودہ صدیاں اس مسجد شریف میں بیس تراویح ادا کی جارہی ہیں''۔(التراویح اکثر من الف عام فی مسجد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ص ۴۳،۴۱،۵۸،۵۳ تا ۶۶ وغیرہ)
وہ لکھتے ہیں کہ چودھویں صدی میں سعودی حکومت قائم ہوجانے کے بعد بھی حرم مکی و مدنی میں بیس تراویح اور تین وتر پڑھے جاتے ہیں اور آج تک اس پر عمل ہورہا ہے۔(حوالہ مذکورہ بالا ص ۲۵،۳۲،۸۱،۸۸)
معلوم ہوا چودہ سوسالہ عمل پہلی صدی ہجری سے پندرھویں صدی تک حرمین شریفین میں بیس رکعات تراویح پڑھی جارہی ہیں۔ اس پر اُمت کا اجماع و عمل ہے۔ وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی حبیبہ وخلیلہ سید المرسلین و خاتم النبیین سیدنا و مولانا محمد و آلہ وصحبہ وبارك وسلم۔
(تاریخ مسجد نبوی شریف ص ۱۵۱، ڈاکٹر محمد الیاس عبدالغنی مقیم مدینہ منورہ مکتبۃ الملک فہد الوطنیۃ اثناء النشر مطابع الرشید المدینۃ المنورہ)
جامعہ مکہ مکرمہ کے استاذ شیخ محمد صابونی فرماتے ہیں ''بیس رکعات تراویح پر جمہور کا اتفاق ہے اس پر مذاہب اربعہ کا بھی اتفاق ہے اور مکمل اجماع ہے''۔ آئمہ مذاہب نے (تراویح) کے بیس رکعت ہونے پر اس حدیث سے دلیل پکڑی جو سائب بن یزید سے مروی ہے جو مشہور صحابی ہیں۔ انہوں نے کہا (لوگ) حضرت عمر بن خطاب کے زمانہ میں ماہ رمضان میں بیس رکعت قیام کرتے تھے۔ انہوں نے اس حدیث سے بھی دلیل پکڑی ہے جو امام مالک نے مؤطا میں روایت کی اور بیہقی نے بھی یزید بن رومان سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ جو لوگ حضرت عمر بن خطاب کے زمانہ میں تئیس رکعت ادا فرماتے تھے یعنی نماز تراویح بیس رکعت پڑھتے اور تین رکعت وتر ادا کرتے۔

اہل الحرمین الشریفین کا عمل: حضرات صحابہ کرام سے ہمارے اس زمانہ تک مسجد حرام و مسجد نبوی میں لوگ بیس رکعت نماز تراویح پڑھتے آرہے ہیں اور امام کے ساتھ وتر ادا کرتے ہیں بلکہ افریقی ممالک ملک شام مصر پاکستان کی بڑی بڑی جامع مساجد میں مسلمان بیس تراویح پڑھتے ہیں۔ حدیث شریف میں فرمایا: لا تجتمع امتی علی ضلالہ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔
(العہد النبوی الصحیہ فی صلوۃ التراویح (اُردو) نماز تراویح ناشر اسلامی کتب خانہ سیالکوٹ)
راقم الحروف ابوسعید محمد سرور عفی عنہ نے اللہ کریم کے فضل و بوسیلہ مصطفےٰ ۱۴۱۵ھ اور ۱۴۳۲ھ کے دوران دونوں رمضان المبارک میں حرم مکہ مکرمہ و حرم نبوی مدینہ منورہ میں حاضرین و زائرین کو باجماعت بیس رکعات نماز تراویح پڑھتے دیکھا۔(الحمد للہ علی ذالک)

ع...... خدایا ایں کرم بار دگر کن

مخالفین کے شیخ الکل آف گوجرانوالہ کی گواہی: حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیس رکعتیں نماز تراویح پڑھنے کی احادیث منقول ہیں۔ اس کی تفصیل سنن بیہقی اور قیام اللیل (کتب حدیث) وغیرہ میں موجود ہے۔(فتاویٰ برکاتیہ ص ۱۸۲، ابوالبرکات احمد غیر مقلد گوجرانوالہ)
مولوی ثناء اللہ امرتسری وہابی کا فتویٰ...... لکھتے ہیں ''بیس تراویح کو خلاف سنت کہنا غلط ہے کیونکہ مکہ مکرمہ میں بھی بیس رکعت تراویح پڑھی جاتی ہیں''(اہلحدیث امرتسر ص ۲۵، ۶ ۱۹۳۶ء بحوالہ ''رسول اللہ کی نماز'')
(ازقلم: زائر حرمین الشریفین مولانا ابوسعید محمد سرور قادری رضوی گوندلوی)

تذکرہ مبارکہ

اُم الحسنین، خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

حضور ﷺ کی چار صاحبزادیوں میں سے حضرت خاتون جنت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے حضور کو بہت زیادہ پیار تھا اور آپ کی بہت بڑی شان تھی۔ ایک دن حضور ﷺ مسکراتے ہوئے تشریف لائے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا "یا رسول اللہ! یہ کیسی خوشی ہے؟" فرمایا "ایک تازہ خوشخبری کی وجہ سے جو ابھی میرے پروردگار کی طرف سے علی اور فاطمہ کے بارے میں آئی ہے۔ آج خدا تعالیٰ نے فاطمہ کو علی کے نکاح میں دے دیا ہے" ۔(نزہۃ المجالس جلد۲، ص ۳۷۸)

﴿﴾ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بہت بڑی شان ہے اور آپ کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خدا کی مرضی کے مطابق ہوا ہے۔

(سبحان اللہ)

وصال فاطمہ: خاتون جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جب بیمار ہوئیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا "اے فاطمہ! میری یہ وصیت ہے کہ جب حضور ﷺ کے پاس پہنچو تو میرا اسلام عرض کرنا اور کہنا یا رسول اللہ! میں آپ کا بڑا مشتاق ہوں"۔ حضرت فاطمہ نے فرمایا "اور میری بھی ایک وصیت ہے اور وہ یہ کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو مجھ پر چیخ چلا کر ماتم نہ کرنا اور میرے نور چشم حسن و حسین کو مارنا نہیں اور اے شیر خدا! وہ دیکھئے حضور ﷺ فرشتوں کے انبوہ میں تشریف لے آئے ہیں۔ اب میں جارہی ہوں اور میرے انتقال کے بعد فلاں جگہ میں نے ایک کاغذ کا ٹکڑا بڑی حفاظت سے رکھا ہے۔ اس کاغذ کو نکال کر میرے کفن میں رکھ دینا اور اسے پڑھنا نہیں"۔ حضرت علی نے فرمایا "فاطمہ! رسول اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ مجھے بتادو کہ اس کاغذ میں کیا لکھا ہے؟" حضرت فاطمہ نے فرمایا "میرا نکاح جب آپ سے ہونے لگا تھا تو حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا "فاطمہ! میں علی سے چار سو مثقال چاندی کے مہر پر تمہارا نکاح کرنے لگا دوں" میں نے عرض کیا "یا رسول اللہ! علی مجھے منظور ہیں لیکن اتنا مہر مجھے منظور نہیں"۔ اتنے میں جبریل امین نے حاضر ہو کر حضور سے عرض کیا "یا رسول اللہ! خدا فرماتا ہے کہ میں جنت اور اس کی نعمتیں فاطمہ کا مہر مقرر کرتا ہوں۔ حضور ﷺ نے مجھے اس کی خبر دی تو میں پھر بھی راضی نہ ہوئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو پھر تم خود ہی بتاؤ کہ مہر کیا ہو؟" میں نے عرض کیا "یا رسول اللہ! آپ ہر وقت اپنی اُمت کے غم میں رہتے ہیں میں چاہتی ہوں کہ آپ کی گنہگار اُمت کی بخشش میرا مہر مقرر ہو" چنانچہ جبریل واپس گئے اور پھر یہ کاغذ کا ٹکڑا لے کر آئے جس میں لکھا ہے۔ جعلت شفاعة أمة محمد صداق فاطمة میں نے اُمت محمد کی شفاعت فاطمہ کا مہر مقرر کیا"۔ (جامع المعجزات مصری ص ۶۲)

معلوم ہوا: حضور ﷺ کے صدقہ میں ہم گنہگاروں پر اللہ کا بڑا فضل و کرم ہے کہ حضور ﷺ کی صاحبزادی کو بھی ہم گنہگاروں کا خیال رہا اور وہ ہماری بخشش کا انتظام فرما گئیں۔ پھر یہ کہنا کہ ان اللہ والوں سے کچھ حاصل نہیں ہوتا کس قدر جہالت کی بات ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ چیخ چلا کر ماتم نہیں کرنا چاہئے۔ اس چیز سے خود خاتون جنت نے بھی منع فرمایا ہے۔

(از: سلطان الواعظین علامہ ابوالنور محمد بشیر کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ)

☆☆☆☆☆☆☆☆

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا پسندیدہ لباس

(نتیجہ فکر: نباض قوم علامہ مفتی ابوداؤد محمد صادق صاحب مدظلہ العالی)

دورِ حاضر میں فیشن پرستی مغرب زدگی وآوارگی کی جو وبا دن بدن پھیلتی جارہی ہے اس کے باعث شلوار قمیص کی بجائے پینٹ شرٹ کا استعمال بھی بہت عام ہو چکا ہے۔ حتیٰ کہ بعض نوجوان مساجد میں بھی پینٹ شرٹ پہن کر آتے ہیں اور اپنے اس فیشن سے مسجد کا ماحول و تقدس خراب کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور کوئی سمجھنے سمجھانے کی کوشش نہیں کرتا اور نہ ہی کوئی کھلی کلائی اور ننگے بازوؤں کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے شرماتا ہے بلکہ عورتوں لڑکیوں میں بھی یہ وبا عام ہو چکی ہے اسی لئے ایک دردمند شاعر کو بھی یہ کہنا پڑا ہے کہ

جو ننگی ہے پنڈلی کھلی ہے کلائی ...... سر عام ہوتی ہے جلوہ نمائی
(اور) جو ننگے ہیں بازو برہنہ ہیں سینے ...... وارث ہیں سب بے غیرت کمینے
سینے کو تانے چلی جا رہی ہے ...... زمیں بار عصیاں سے تھرا رہی ہے

پتلون پوش نوجوان جب رکوع سجود کرتے ہیں تو پتلون کے فٹ فاٹ ہونے کے باعث پیچھے سے بہت بے پردگی و بے شرمی کا مظاہرہ ہوتا ہے اور بڑا قبیح منظر دکھائی دیتا ہے مگر کسی کو سمجھنے سمجھانے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی ہے جبکہ قمیص شلوار ایسا باپردہ و باوقار لباس ہے کہ اس کے ساتھ دوہرا پردہ ہو جاتا ہے۔ ایک تو شلوار خود باپردہ لباس ہے اور اوپر قمیص پہننے کے باعث آگے پیچھے دونوں طرف قمیص کے دامن کے باعث دوہرا پردہ ہوتا ہے۔ بعض پتلون پوش لوگ قمیص پہنتے بھی ہیں تو وہ دونوں طرف سے قمیص کا دامن پتلون میں داخل کر کے اور گھسیڑ کر بے پردگی کی صورت اختیار کر کے نماز مکروہ کر دیتے ہیں۔ کاش! کوئی ایسے لوگوں کو سمجھائے اور وہ ایسا قبیح اور مکروہ لباس پہننے سے اجتناب کریں اور شلوار قمیص جیسا باوقار و باپردہ لباس استعمال کریں۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا لباس: مسلمانوں اور بالخصوص نوجوانوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق احادیث مبارکہ میں آیا ہے کہ کان احب الثیاب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم القمیص (کرتہ) آپ کو بہت ہی پسندیدہ تھا۔ (شمائل نبویہ) ﴿﴾ اور ساتھ ہی یہ بھی تصریح ہے کہ کان کم قمیص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الرسغ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص کی آستین پہنچے (گٹ) تک تھی۔ (حوالہ مذکورہ ص ۸۷، ۸۹) بلکہ ایک روایت میں آیا ہے کہ کان صلی اللہ علیہ وسلم یامر یجعل کم القمیص الی الرسغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ قمیص کی آستین پہنچے (گٹ) تک ہوں۔ (کشف الغمہ ص ۱۵۷)

شلوار و پاجامہ: قمیص کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہبند (لنگی) استعمال فرماتے تھے۔ محدثین نے فرمایا "آپ سے پاجامہ پہننا ثابت نہیں مگر یہ ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پاجامہ تھا اور صحابہ کرام کو پہننے کا ارشاد فرمایا تھا۔ (کتاب شمائل نبویہ ص ۱۶۹) کسی عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا خوب فرمایا ہے:

ہم اُمتی ہیں اپنے رسول کریم کے
جو کچھ انہیں پسند ہے وہ ہے ہمیں پسند
(اور) ان عاشقوں کا میں ہوں اک ادنیٰ نیاز مند
جن کو میرے حضور کی ہے ہر ادا پسند (صلی اللہ علیہ وسلم)

....

امیر المومنین خال المسلمین کاتب وحی حضرت سیدنا

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جلالت شان پر ایک نظر

لاجواب مخصوص ومنفرد' ایمان افروز تاریخی ومسلکی

از حقیقت رقم: نباضِ قوم علامہ ابوداؤد محمد صادق صاحب حفظہ اللہ

اب بھی جو بدبخت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مومن ومسلمان اور جنتی ہونے میں شک کرے ان پر افترا بہتان باندھے' ان پر اعتراض و طعن کرے تو وہ درحقیقت حضرت حسن مجتبیٰ بلکہ نبی اکرم بلکہ اللہ تعالیٰ پر طعن کرتا ہے کیونکہ حضرت حسن نے آپ سے بیعت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن کے گروہ کی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ کو بھی مسلمین کہا اور صلح کو پسند فرمایا اور اللہ نے یہ صلح کرائی۔ (جل جلالہٗ وصلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہم) کیا حضرت معاویہ کے متعلق دریدہ دہنی کرنے والوں کی سمجھ وتدبر اور اپنی حمیت حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے زیادہ ہے یا ان بیباکوں کو حضرت حسن سے بڑھ کر حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے محبت وعقیدت ہے؟

تعلقات: پھر حضرات شہزادگان اہل بیت وحضرت معاویہ (رضی اللہ عنہم) کے آپس میں بہت اچھے تعلقات تھے اور حضرت معاویہ کا شہزادگان کے ساتھ بہت اچھا سلوک رہا ہے۔ حضرت معاویہ کی طرف سے امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہما کو ایک لاکھ سالانہ وظیفہ ملا کرتا تھا۔ ایک سال کچھ تاخیر ہوگئی تو بعد میں حضرت معاویہ نے آپ کے پاس پندرہ لاکھ بھیج دیئے۔ اسی طرح امام حسین رضی اللہ عنہ کو بھی آپ قیمتی تحائف وہزار ہا کی رقم دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت معاویہ نے سرکار حسین رضی اللہ عنہ کو ۴۰ ہزار اشرفیاں پیش کیں۔ (تاریخ الخلفاء وغیرہ) جب امیر معاویہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے چھو جانے والے کپڑوں کو جان سے عزیز رکھتے تھے (جیسا کہ گزر چکا) تو حضور کے جگر گوشوں کے ساتھ وہ کیسے پیار محبت نہ فرماتے۔ شہزادگان کے جن (امیر معاویہ) کے ساتھ ایسے تعلقات ہوں افسوس ہے اس پر جو ان سے قطع تعلق کرے۔ (والعیاذ باللہ تعالیٰ)

زہر خورانی کا الزام: صحابیِ رسول پاک سیدنا امیر معاویہ کے دشمنوں کی طرف سے آپ پر ایک یہ بیہودہ الزام بھی لگایا جاتا ہے کہ معاذ اللہ امیر معاویہ نے امام حسن رضی اللہ عنہما کو زہر دلا کر شہید کرایا تھا۔ روافض ودیگر جاہلوں اور گمراہوں کی طرح حسن نظامی نے بھی اپنی ایک کتاب میں اسی طرح لکھا ہے اور رسالہ آستانہ دہلی نے بھی ایک مرتبہ سرکار معاویہ رضی اللہ عنہ پر یہ الزام عائد کیا تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

○ ایک جلیل القدر صحابی پر امام عالی مقام جیسی شخصیت کو قتل کرنے کا یہ بیہودہ بے بنیاد اور سنگین الزام توبہ توبہ! صحابی تو صحابی یہ بات تو ایک عامی مسلمان کی شان کے بھی خلاف ہے اور پھر ایک عامی مسلمان پر بدگمانی کرنا اور بے ثبوت ایسا الزام لگانا شرعاً کسی طرح روا نہیں چہ جائیکہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ پر یہ ناپاک افترا باندھا جائے۔ نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ اذا رایتم الذین یسبون اصحابی فقولوا لعنۃ اللّٰہ علی شرّکم۔ (مشکوٰۃ) یعنی جب ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابی کو برا کہتے ہیں تو کہو تمہارے شرّ پر خدا کی لعنت' سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایسا ناحق اور بے بنیاد الزام لگانے والوں اور دیگر بکواس کرنے والوں کو حضور علیہ السلام کے اس ارشاد کے مطابق بلاجھجک کہئے لعنۃ اللّٰہ علی شرکم۔

حضرت امام کا فیصلہ: اب اس زہرخورانی کے بارہ میں خود سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا فیصلہ سنئے۔ تاریخ الخلفاء وغیرہ میں ہے کہ امام حسن مجتبیٰ کی وفات کے وقت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے ہر چند چاہا کہ آپ یہ بتلا دیں کہ آپ کو زہر کس نے دیا ہے؟ مگر امام حسین کے اصرار کے باوجود آپ نے فرمایا کہ ''اگر قاتل واقعی وہ شخص ہے جس پر میرا شبہ ہے تو اللہ تعالیٰ سخت انتقام لینے والا ہے اور اگر وہ نہیں تو میں خواہ مخواہ کسی کو کیوں قتل کراؤں''۔ سبحان اللہ کیسا نورانی فیصلہ ہے۔ اس سے بالکل ظاہر ہے کہ سرکار امام حسین کو خود حضرت امام حسن رضی اللہ عنہما نے بھی اپنے قاتل و زہر دہندہ کے متعلق کچھ نہیں بتلایا بلکہ اس بارہ میں عدم یقین کا اظہار فرمایا اور اپنے کمال حلم سے قاتل کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا۔ اس کیلئے عذاب خدا ہی کو کافی سمجھا اور اس معاملہ کو گویا دبا دیا تو اب ان کے بعد جو شخص بغیر کسی ثبوت و سند صحیح کے سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے قتل کا الزام کسی بھی مسلمان پر خصوصاً سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر عائد کرے تو سمجھ لو وہ حق و دیانت کا خون کرنے والا ہے۔ اللہ اللہ ادھر تو حضرت امام کا یہ حلم و حوصلہ کہ اس معاملہ کو ہی دبا دیں اور اِدھر نام نہاد محبانِ حسن کا یہ ظلم و ستم کہ ایک صحابی رسول پر بلاوجہ ایسا شرمناک الزام لگائیں۔ ایسے ظالموں کو ایسے امام کے ساتھ کیا تعلق؟

ردِّ عمل: بہرحال جب سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو سرکار حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر پہنچی تو آپ نے شہر میں ہڑتال کرا دی اور سخت رنجیدہ خاطر ہوئے چونکہ آپ کے عہد حکومت میں یہ واقعہ ہوا اور حکومت کا یہ فرض ہوتا ہے کہ مجرموں کا سراغ لگائے اس لئے معتبر ذرائع سے جس بدبخت پر زہرخورانی کا الزام ثابت ہوا اسے گرفتار کر کے جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دربار میں حاضر کیا گیا تو آپ نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا ''اے ظالم'' تو نے نہایت بُری حرکت کی ہے تجھ پر اور جس نے بھی امام حسن کے قتل میں کوشش کی ہے اس پر خدا کی لعنت اس کے بعد مجرم کو سخت عبرتناک سزا دی گئی اور کچھ عرصہ بعد ذلیل و خوار ہو کر اس سزا کی تکلیف سے اس کی موت واقع ہوئی۔ (کتب مختلفہ) اس سے معلوم ہو گیا کہ واقعہ زہرخورانی سے آپ کا قطعاً کوئی تعلق نہیں اور آپ اس سلسلہ میں بالکل بری ہیں۔

سیدنا معاویہ اور یزید کی ولی عہدی: طعن کرنے والوں کے طعن کا ایک یہ پہلو بھی ہے کہ وہ یزید پلید کی خباثتوں اور برائیوں کو سامنے رکھ کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن و نکتہ چینی شروع کر دیتے ہیں کہ یزید ان ہی کا بیٹا تو تھا! حالانکہ یزید کی برائیوں سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا کوئی تعلق نہیں اور بیٹے کے بعد میں نالائق ہو جانے سے باپ پر کوئی الزام نہیں۔ اچھوں سے برے اور بروں سے اچھے ہوا ہی کرتے ہیں۔ یخرج الحی من المیت و مخرج المیت من الحی۔ باقی رہی یہ بات کہ آپ نے ایسے بیٹے کو خلیفہ کیوں بنایا؟ تو اس بات کے جواب میں وضاحت کرنا ضروری ہے۔ سنئے اس کے دو پہلو ہیں' ایک پہلو تو یہ ہے کہ جیسے تواریخ میں حضرت معاویہ کے یزید کو خلیفہ بنانے کا ذکر ہے اسی طرح تواریخ سے یہ بھی ثابت ہے کہ آپ نے یزید کو خلیفہ نہیں بنایا جو کچھ ہوا آپ کے بعد ہوا اور آپ کا اس معاملہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ (تنویر العینین ملخصاً)

﴿﴾ اس پہلو سے معاملہ بالکل صاف ہے اور آپ کے متعلق کسی گفتگو کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا' جب آپ نے خلیفہ بنایا ہی نہیں تو پھر یزید کی خلافت کے سلسلہ میں آپ کا ذکر چہ معنی دارد؟ افسوس یہ پہلو جو بالکل بے غبار ہے۔ مخالفین نے کبھی اس کا ذکر نہیں کیا۔ رہا دوسرا پہلو جس میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے یزید کو خلیفہ بنانے کا ذکر ہے تو اس پہلو میں بھی بعض ایسے حقائق ہیں جن سے پردہ اُٹھانا ضروری ہے تاکہ بات صاف ہو جائے۔ اگر واقعی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو خلیفہ بنایا تو یقین جانئے آپ کا ایسا کرنا شخصی اقتدار اور محض شفقت پدری کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ خلوص و نیک نیتی پر مبنی تھا۔ اس وقت کے حالات کے پیش نظر آپ نے اپنے اجتہاد و رائے سے یزید کو خلیفہ بنانے میں یقیناً کوئی بہتری اور خاص مصلحت سمجھی۔ اس لئے

ایسا فرمایا' چنانچہ آپ کے خلوص کا اس خطبہ سے ثبوت ملتا ہے جس میں یزید کا انتخاب فرمانے کے بعد آپ نے اپنے مولیٰ سے یوں دعا مانگی کہ "الٰہی! اگر میں یزید کو اس کی لیاقت اور فضل کی وجہ سے ولی عہد کرتا ہوں تو تُو اُس کام کو پورا کر دے اور اس کی مدد فرما اور اگر میں محض شفقت پدری سے ایسا کر رہا ہوں اور وہ خلافت کا اہل نہیں تو اس کے تخت نشین ہونے سے پہلے ہی اس کی روح قبض فرمالے"۔ (تاریخ الخلفاء) ہر انصاف پسند پر آپ کے اس خطبہ سے واضح ہو جاتا ہے کہ یزید کو ولی عہد بنانا اس کی قابلیت وفضل کی بنا پر تھا۔ محض شخصیت ومحبت پدری کا کوئی سوال نہ تھا اور آپ کے نزدیک یزید کی کوئی برائی وخباثت ظاہر نہیں تھی۔ اگر آپ کے نزدیک یزید کے فسق وفجور وعیاشی وگنہگاری سے ادنیٰ ذرہ بھی ثابت ہو جاتا تو آپ ہرگز ہرگز ایسا نہ کرتے۔ علامہ ابن حجر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: معاویة معذور فیما وقع منه لیزید لانه لم یثبت عنده نقص فیه ولو ثبت عنده ادنیٰ ذرة مما یقتض فسقه بل دائمه لم یقع منه ما وقع (تطہیر الجنان) آپ کے بعد اگر یزید نے ظلم وستم فسق وفجور کو اپنا شیوہ بنالیا۔ علانیہ شریعت مطہرہ کا خلاف کرنا شروع کر دیا تو اس میں سرکار معاویہ رضی اللہ عنہ کا کیا قصور؟ یزید پلید اپنے افعال بد کا خود ذمہ دار ہے اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی روح پر فتوح یقیناً اس سے ناخوش ہوگی۔ آج کل کے معترض و دیگر مسلمانوں کے دل میں جتنا اسلام کا درد اور دین کا جذبہ ہے کیا ایک جلیل القدر صحابی کے دل میں اتنا جذبۂ درد بھی نہ تھا؟ کیا ایک برگزیدہ صحابی رسول علیہ السلام' کاتب وحی دیدہ دانستہ ایک ظالم وفاسق اور بدکردار بیٹے کو دین کی خلاف ورزی شریعت کی مخالفت اور اُمت کی بربادی کیلئے اپنا جانشین منتخب کر سکتے تھے؟ حاشا وکلا ایسا کبھی نہیں ہوسکتا بلکہ پتہ چلتا ہے کہ خود صحابہ کرام و دیگر مقتدر حضرات پر بھی اس کی برائیاں ظاہر نہ تھیں' جب اس کا فسق و نااہلیت ظاہر ہوئی تو صحابہ کرام جدا ہو گئے اور بغاوت بھی ہوئی۔ (تاریخ الخلفاء' تنویر العینین وغیرہما) ان حقائق کے باوجود کیسے کہا جاسکتا ہے کہ سرکار معاویہ نے یزید کے حالات فسق وفجور روشن ہونے کے باوجود جان بوجھ کر اسے خلیفہ بنایا۔ یہ بات حق وصداقت سے کس قدر دور ہے؟

وصیت: پھر کتب تواریخ میں ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مقتدر حضرات کے متعلق یزید کو فرمایا کہ انہیں ناخوش نہ کرنا بلکہ خود شیعوں نے بھی لکھا ہے کہ حضرت معاویہ نے یزید کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق خاص طور پر یہ وصیت فرمائی کہ "امام حسن کی نسبت وقرابت جناب رسالت مآب سے تجھے معلوم ہے۔ وہ حضرت کے بدن کے ٹکڑے ہیں' انہیں کے گوشت وخون سے انہوں نے پرورش پائی ہے۔ مجھے علم ہے کہ عراق والے ان کو اپنی طرف بلائیں گے اور ان کی مدد نہ کریں گے' تنہا چھوڑ دیں گے اگر تو ان پر قابو پائے تو ان کے حقوق عزت کی پہچاننا' ان کا رتبہ اور قرابت جو رسول سے ہے اس کو یاد رکھنا' ان کے افعال کا ان سے مواخذہ نہ کرنا اور اس مدت میں جو روابط میں نے ان سے مضبوط کئے ہیں ان کو نہ توڑنا اور خبردار ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ دینا"۔ (جلاء العیون از ماہ طیبہ مارچ ۵۳ء) دیکھئے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی وصیت' آپ کی طرف سے تو کوئی کوتاہی نہیں ہوئی بلکہ آپ نے پوری احتیاط فرمائی ہے۔ یہ یزید پلید کی بدبختی ہے کہ جس نے ان ارشادات پر عمل نہیں کیا اور ان لوگوں کی بے نصیبی ہے جو آپ کے متعلق بدگمانی میں مبتلا ہیں۔

مسئلہ استخلاف: رہا یہ سوال کہ (یزید سے قطع نظر کرتے ہوئے) کیا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بحیثیت خلیفہ یہ حق پہنچتا تھا کہ وہ ولی عہد مقرر کریں اور کیا ایسا ہوسکتا ہے۔ سو اس کے متعلق گزارش ہے کہ جب ایک صحابی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایسا کیا ہے تو یقیناً ان کے پاس شرعاً گنجائش تھی تو ایسا کیا نا' ورنہ اگر یہ بات ٹھیک نہ ہوتی تو آخر ایک صحابی ایسا قدم کیوں اُٹھاتے؟ اور ادھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں کہ "اصحابی کالنجوم فبایهم اقتدیتم اهتدیتم"۔ یعنی میرے صحابہ ہدایت کے ستارے ہیں' ان میں سے جس کی پیروی کرو ہدایت پاؤ۔ تو جب ہر صحابی کی پیروی "ہدایت" ہے تو خود ان کا فعل

کیونکر ہدایت کے خلاف ہوگا اور وہ بھی امیر معاویہ جن کو زبان رسالت سے ھادیٔ ومھدی' فرمایا گیا ہے۔ پھر کتب عقائد میں یہ مسئلہ موجود ہے کہ امام سابق جس کو امام مقرر کر دے وہ امام ہو جاتا ہے اور شرعاً اس کی امامت جائز ہے۔ خود بخاری ومسلم شریف میں ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے آخری وقت عرض کیا گیا کہ کسی کو خلیفہ مقرر کر دیجئے۔ تو آپ نے فرمایا ''وانی ان لا استخلف فان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لم یستخلف وان استخلف فان ابابکر قد استخلف و یجوزلہ ترکہ فان ترکہ فقد اقتدی بالنبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی ھذا والا فقد اقتدی بابی بکر''۔ یعنی بے شک مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ جب خلیفہ پر مقدمات موت ظاہر ہوں' اس وقت اور اس سے پہلے بھی اسے خلیفہ بنانا جائز ہے اور نہ بنانا بھی جائز ہے اگر اس نے خلیفہ مقرر نہ کیا تو تحقیق اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کی اور خلیفہ مقرر کیا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اقتدا کی' پس اس سے ظاہر ہو گیا کہ خلیفہ کا کسی شخص کو خلافت کا اہل سمجھ کر خلیفہ بنانا شرعاً جائز و درست ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو حضرت عمر سے یوں نہ کہا جاتا اور بقول حضرت عمر' حضرت ابو بکر خلیفہ نہ بناتے اور پھر حضرت عمر ان کی مثال نہ دیتے بلکہ انکار فرما دیتے اور پھر مسلمانوں کا اس بات پر اجماع نہ ہوتا تو جب شرعاً یہ مسئلہ طے شدہ ہے تو خود سوچئے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے خلیفہ مقرر کر کے کون سی غلطی کی ہے؟ معاذ اللہ چونکہ شرعاً انہیں یہ حق پہنچتا تھا۔ اس لئے انہوں نے ایسا کیا۔ آج کل کے ''ترقی پسندانہ'' رنگین (اور درحقیقت بے بنیاد) الفاظ میں ان پر معاذ اللہ اسلام میں رخنہ ڈالنے' تغیر و تبدل کرنے اصول اسلام توڑنے اسلامی جمہوریت کو ختم کرنے اور بدعت کا آغاز کرنے کے شرمناک الزامات عائد کرنا (جیسا کہ مودودی پارٹی و دیگر آزاد لوگ کہتے ہیں دیکھو روزنامہ تسنیم یکم اکتوبر ۱۹۵۲ء) توہین صحابی (رضی اللہ عنہ) کے زبردست جرم کے علاوہ خود اپنی جہالت و نادانی' اصول اسلام سے بیگانگی کا ثبوت دینا شریعت کا مذاق اُڑانا' حضرات شیخین و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بلکہ اجماع مسلمین پر اعتراض کرنا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون○

جانشینی: آخر میں ہم سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر نیت بد سے شخصی اقتدار و قیادت اور بادشاہت وغیرہ کا اتہام لگانے والوں سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ (یزید پلید سے قطع نظر کرتے ہوئے) اگر باپ کے بعد بیٹے کا جانشین ہونا کسی طرح درست نہیں تو سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے بعد کیوں تخت نشین ہوئے تھے؟ اور اسی طرح چھ ماہ تک خلافت فرمائی۔ جو اعتراضات حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر کئے جاتے ہیں' کیا وہ اعتراضات حضرت حسن رضی اللہ عنہ پر عائد ہوں گے؟ معاذ اللہ۔ کیا آپ کو ان باتوں کا خیال نہیں تھا؟ جب سیدنا حسن کا اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہما کے بعد تخت خلافت پر متمکن ہونا ایک حقیقت ہے اور اس پر کوئی ایسا ویسا اعتراض نہیں ہو سکتا تو پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر اسی سلسلہ میں کیوں اعتراض کیا جاتا ہے جب بیٹے کا باپ کے بعد تخت نشین ہونا درست ہے تو باپ کو بیٹے کا تخت نشین کرنا کیوں درست نہیں؟

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام
اُن کے مولیٰ کے ان پر کروڑوں درود
ان کے اصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام
مومنیں پیش فتح و پس فتح سب
اہل خیر و عدالت پہ لاکھوں سلام
جس مسلماں نے دیکھا انہیں اک نظر
اس نظر کی بصارت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆☆☆☆

سلطان الاولیاء حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے پیر بھائی

مخدوم الاولیاء حضرت میراں حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں

شہر لاہور کے علاقہ چاہ میراں میں جنوب کی جانب آبادی میں گھرا ہوا اور عام سطح زمین سے کسی قدر بلند مقام پر ایک خوبصورت سبز گنبد نظر آتا ہے جو آج آبادی کا مرکز بنا ہوا ہے۔ چاہ میراں روڈ پر مشرق کی جانب جاتے ہوئے تھوڑے سے فاصلے پر دائیں جانب ایک چھوٹی سی پختہ سڑک ہے جو سیدھی اس سبز گنبد والے مزار کی جانب جاتی ہے۔ یہ سبز گنبد والا مزار اس پاک ہستی کا ہے جو تاریخ میں حضرت سید حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور تھے جنہوں نے لاہور میں تبلیغ اسلام کی بنیاد رکھی اور یہاں بسنے والے لوگوں کے دلوں کو اسلام کی روشنی سے منور کیا۔ ❁ حضرت سید میراں حسین شاہ زنجانی رحمۃ اللہ علیہ ایران کے تاریخی شہر زنجان کے رہنے والے تھے۔ اسی نسبت سے انہیں زنجانی کہا جاتا ہے۔ تاریخ ایران میں زنجان کو تاریخی شہر ہونے کی حیثیت سے کافی اہمیت حاصل ہے۔ یہ وہ شہر ہے جہاں خاندان سادات کی نامور ہستیاں اسلام پھیلانے کی غرض سے آئیں اور یہیں ایسے بزرگان دین پیدا ہوئے' جنہوں نے دین اسلام کی تبلیغ کی حضرت میراں حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب حضرت امام موسیٰ کاظم سے ہوتا ہوا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ حضرت سید میراں حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا نام حضرت محمود علی تھا۔ ایک روایت کے مطابق سید میراں حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ کے والد کی عمر ۲۷ برس کی ہوئی تو ان کے والد کو ایک رات خواب میں ان کے مرشد کی طرف سے بشارت ہوئی کہ "اے علی! اللہ تعالیٰ تم کو اپنی رحمت سے جو بیٹا عطا کرے گا وہ خاندان سادات کے بعد جد امجد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے نقش قدم پر چل کر دنیا کے مال و اسباب اور جاہ و جلال سے بے نیاز رہ کر دین اسلام کی خدمت کرے گا"۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کا نام حسین رکھا گیا اور تاریخ میں شیخ حسین زنجانی کے نام سے مشہور ہوئے۔ انہوں نے اپنے والد کے مرشد کی بشارت کے مطابق اپنے وطن مالوف کو چھوڑا اور تبلیغ اسلام کیلئے شہر بہ شہر' قریہ بہ قریہ پھرے اور اسلام کا پیغام پہنچایا۔ صاحب گلزار ابرار نے آپ کا نام فخر الدین حسین زنجانی لکھا ہے جو کہ ان کا لقب تھا۔

حضرت سید میراں حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ ۲۶ شعبان المعظم ۳۴۷ھ کو زنجان میں پیدا ہوئے تھے۔ عہد طفولیت میں ان کے متعلق روایت ہے کہ وہ عام بچوں کی طرح زیادہ نہ روتے تھے' ہر وقت خوش و خرم رہتے تھے گھر کا ماحول انتہائی مذہبی تھا۔ والدین صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے' جن کی صحبت کا یہ اثر ہوا کہ بچپن ہی سے پابندی سے نماز اپنے والدین کے ساتھ پڑھتے تھے۔

میراں حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ تیرہ چودہ برس کی عمر میں اکثر اوقات زنجان کی آبادی سے باہر کھیتوں میں نکل جاتے اور مظاہر فطرت کا مشاہدہ کرتے رہتے اور بلند آواز سے قرآنی آیات پڑھتے رہتے اور اسی طرح یاد الٰہی میں مشغول رہتے۔

علوم ظاہری و باطنی میں کامل دست گاہ اور اپنے مرشد حضرت ابوالفضل ...... کے زیر سایہ بکثرت مجاہدات سے میراں زنجانی کو حد درجہ کی استقامت عطا ہوئی۔ حق و باطل' نور و ظلمت میں امتیاز کرنے کی تمیز عطا ہوئی اور اس حقیقت کو پہچان گئے کہ شریعت محمدی کی اطاعت ہی میں ولایت کا سارا راز ہے۔ حضرت میراں حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اور باطنی بلندی کے پیش نظر ان کے مرشد کی ان پر خاص عنایت تھی۔ حضرت سید میراں حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ کو "میراں" کا خطاب بھی ان کے پیر و مرشد حضرت ابوالفضل ...... نے عطا کیا تھا جو رموز ولایت میں اعلیٰ درجہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ جو اولیاء کرام بلاد ہند میں آئے۔ ان میں سوائے حضرت حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ کے کسی ولی کو یہ خطاب پہلے حاصل نہیں ہوا تھا۔ خرقہ خلافت عطا فرمانے کے بعد حضرت سید میراں حسین شاہ زنجانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد نے فرمایا کہ

''جاؤ بیٹا اب ہندوستان جا کر تبلیغ کا کام شروع کرو'' کیونکہ اس وقت ہندوستان کے لوگوں کو دعوت اسلام دینے کی اشد ضرورت تھی۔ چنانچہ مرشد سے تبلیغ اسلام کا حکم ملتے ہی انہوں نے ہندوستان کے سفر کا ارادہ کیا اور شام سے واپس زنجان اپنے والد کے پاس آ گئے اور لاہور کی جانب رخت سفر باندھا۔ جس میں حضرت حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی حضرت موسیٰ زنجانی، حضرت یعقوب زنجانی اور چند اہل وعیال شامل تھے۔ ان کے بھائی حضرت موسیٰ زنجانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور ان کی زیر ہدایت تکمیل پائی۔ ان کی لاہور آمد کے حوالے سے مختلف مؤرخوں نے مختلف آرا ظاہر کی ہیں۔ علامہ عالم فقری کی تحقیق کے مطابق حضرت میراں حسین زنجانی ۹۹۷ء کو لاہور تشریف لائے۔ البتہ بہت سارے مورخین اس امر سے اتفاق کرتے ہیں کہ حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی لاہور آمد اور سید حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا سنہ ایک ہی ہے۔

لاہور پہنچنے پر حضرت حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے چھوٹے بھائی اور ان کے اہل وعیال کو حکم دیا کہ وہ شہر کے جنوبی حصے میں قیام پذیر ہوں اور شہر کے اس حصے میں تبلیغ کریں اور دوسرے بھائی حضرت موسیٰ زنجانی کو شہر کے شمالی مشرقی جانب سکونت اختیار کرنے کا حکم دیا۔ حضرت میراں حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے لئے لاہور شہر کے مشرقی حصے کو مخصوص کیا جو آبادی سے تقریباً ایک کوس دور پر فضا اور ساحل دریا کی خلوت تھی۔ یہ وہی مقام ہے جسے آپ کی نسبت سے چاہ میراں کہا جاتا ہے۔ اس وقت یہ علاقہ ویران اور غیر آباد تھا۔ حضرت میراں حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ دن کا وقت لاہور کے گلی کوچوں میں تبلیغ اسلام کرتے ہوئے گزارتے اور رات کو اپنے ڈیرے آ جاتے۔ کبھی کبھار اپنے بھائی حضرت یعقوب زنجانی کے پاس بھی رات بسر کر لیا کرتے تھے۔ چاہ کے پاس کچھ عرصہ رہائش پذیر رہنے کے بعد وہ اس جگہ رہائش پذیر ہو گئے جہاں آج ان کا مزار ہے۔ ایک چھوٹے سے کمرے میں عرصہ دراز تک مقیم رہے۔ اس کمرے میں ان کا بستر فرشی تھا اور چٹائی وغیرہ آرام کرنے اور لیٹنے کیلئے بچھائے رکھتے تھے۔ ❁ حضرت میراں حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ ان بزرگوں میں سے ہیں جنہوں نے دولت کو ٹھکرا کر فقر کی دولت کو سینے سے لگایا۔ حضرت میراں حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ نے ساری عمر فقر وفاقے میں گزار دی اور دوسروں کو بھی فقر کا درس دیا لیکن فقر کے متعلق ان کا نظریہ دیگر صوفیاء کرام اور درویشوں سے مختلف ہے۔ انہوں نے تنہا فقر کو کافی نہیں سمجھا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ علم کو بھی ضروری قرار دیا۔ حضرت میراں حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ ''بے علم فقیر کافر کے برابر ہے''۔ ایک اور موقع پر فرماتے ہیں کہ اصل درویش وہ ہے جو فقر صادق کا مالک ہو اور اپنی استطاعت کے مطابق لوگوں کی حاجت روائی کرے

حضرت میراں حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً ۴۴ برس لاہور میں قیام فرمایا۔ آخری ایام میں سخت بیمار ہو گئے اور ۱۹ شعبان المعظم ۴۳۱ھ کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ ۲۰ شعبان کو ان کا جنازہ شہر سے باہر لایا جا رہا تھا تو اس وقت حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہور میں داخل ہو رہے تھے۔ جب حضرت علی ہجویری گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ یہ کس کا جنازہ ہے تو جواب ملا کا یہ قطب الاقطاب جناب حضرت سید میراں حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ ہے۔ اس وقت حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے مرشد کا حکم یاد آیا کہ اے علی تم لاہور جاؤ جس کے جواب میں انہوں نے عرض کیا تھا کہ یا حضرت وہاں تو میرے بڑے پیر بھائی سید میراں حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ موجود ہیں۔ اس پر مرشد کامل نے فرمایا تھا کہ ''اے علی تم میرے حکم کی تعمیل کرو''۔ حضرت حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ دیکھ کر ان پر مرشد کے حکم کی حکمت ظاہر ہو گئی۔ درگاہ حضرت میراں حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ اور مزار حضرت سید یعقوب زنجانی المعروف شاہ صدر دیوان کے سجادہ نشین حضرت سید یعقوب زنجانی کی اولاد سے ہیں۔ حضرت میراں حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ نے شادی نہیں کی تھی اور ان کے وصال کے بعد حضرت یعقوب زنجانی کی اولاد سے ہیں۔ حضرت میراں حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عرس ۲۶ اور ۲۷ ربیع الاوّل کو منایا جاتا تھا۔ سجادہ نشین سید احمد شاہ اور سید مدد علی شاہ کے عہد سجادہ نشینی میں بھی عرس بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منایا جاتا رہا۔ سجادہ نشین سردار علی شاہ ۱۹۲۴ء میں سجادہ نشین مقرر ہوئے اور دربار اوقاف کی ملکیت میں جانے تک عرس کرواتے رہے۔ (تحریر: شیراز حسن)

مصائب پر صبر کا اجر اور فضیلتِ دُعا

مقالۂ خصوصی: بسلسلہ اپیل برائے دعائے صحت حضرت نباضِ قوم حفظہ اللہ

اذا مرضت فھو یشفین (القرآن)

''جب میں بیمار ہوتا تو وہی مجھے شفاء دیتا ہے''

﴿﴾ ''مَیں اللہ تعالیٰ سے عرض کرتا ہوں جو عظمت والا ہے اور عظمت والے عرش کا رب ہے کہ وہ تمہیں شفاء عطا فرمائے''۔ آمین بحرمة النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم (ترجمۃ الحدیث ابوداؤد)

سلف کی یاد تازہ کرنے والے' خلف کے رہبر و رہنما' جبل استقامت حضرت علامہ مفتی ابوداؤد محمد صادق صاحب مدظلہ کی مسلسل علالت' ضعف و نقاہت علماء و مشائخ و احباب اہلسنّت کیلئے بڑی پریشان کن بات ہے اور اس سلسلہ میں پنجگانہ نماز اور محافل پاک کے اختتام پر تمام مقامات' بالخصوص مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ میں حضرت کی صحت کی بحالی و درازیٔ عمر کیلئے اہل محبت کی طرف سے پر خلوص دعاؤں کا سلسلہ جاری ہے۔ (فجزاھم اللہ احسن الجزاء)

مولیٰ کریم بطفیل حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم قبولیت عطا فرمائے۔ آمین

☆ حال ہی میں حضرت نباضِ قوم مدظلہ کی نورِ چشم' عابدہ' طاہرہ' صادقہ' صدیقہ' صابرہ' شاکرہ' محترمہ شہزادی صاحبہ رخصت ہوگئیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون ○ ﴿﴾ پیرانہ سالی و علالت کی اس حالت میں صاحبزادی صاحبہ کے انتقال کا صدمہ جس شدت سے پہنچا' اس نے اہل عقیدت کے دل چھلنی کر دیئے۔

دُخترِ صادقؔ کا رنجِ ارتحال...... کر گیا خدام کے دل پائمال
درد میں ڈوبے ہیں داؤدؔ و رؤفؔ...... رحلتِ ہمشیرہ ہے کیا پُر ملال
حضرتِ قبلہ پہ ٹوٹا کوہِ غم ...... ہو گیا اکلوتی بیٹی کا وصال
ضعف و پیری میں یہ صدمہ جاں گُسل...... کس طرح جھیلیں گے آتا ہے خیال
صبر پائیں حضرتِ نباضِ قوم ...... صحت و تسکین سے ہوں مالا مال

مولیٰ کریم صاحبزادی صاحبہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے والدین و اکلوتے صاحبزادے محمد حامد رضا کو صبر جمیل عطا فرما کر صحت کاملہ سے نوازے' آمین۔ ☆ سخت غم و کرب کی حالت اور دکھ کی اس المناک گھڑی میں بھی آپ صبر و استقامت کے پیکر' ضبط و حوصلہ کا مجسمہ نظر آئے۔ حضرت کے اس روحانی مرتبہ و مقام کو دیکھ کر اپنے بیگانے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اس لئے کہ پریشانی و بیماری جیسی بھی ہو' مسلمان کیلئے امتحان و آزمائش کا باعث ہوتی ہے مگر

ع...... راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تیری رضا ہے

کا مصداق بن کر صبر کے ساتھ مصائب برداشت کرنا بے پناہ اجر و ثواب اور خدا و مصطفٰے (جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم) کی بارگاہ میں قرب کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

آمدم برسر مطلب: بعض اہل محبت کی خواہش پر حضرت صاحب کی علالت کے پیش نظر احباب اہلسنّت سے مزید دعاؤں کے حصول کیلئے فرموداتِ مصطفوی کی روشنی میں مصائب پر صبر کرنے کے سلسلہ میں انعامات خداوندی کا بیان تمام اہل عقیدت اہلسنّت و جماعت کیلئے بالعموم اور حضرت کے تلامذہ و خدام کیلئے بالخصوص پروفیسر فیض رسول فیضانؔ کے دعائیہ قطعہ کے ساتھ تبرکاً درج ذیل ہیں:

نباضِ قومؔ حضرتِ صادقؔ کو اے خدا
محبوب کے طفیل شفائے تمام دے
عمرِ دراز آپ کو ہو اس قدر عطا
تبلیغ حق میں جو کئی صدیوں کا کام دے
ع......ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

محترم قارئین! پریشانیوں و مصائب پر صبر کرنے کے بے شمار فوائد وانعامات ہونے کے باوجود دوا و دُعا کروانا اور اللہ کریم سے صحت و عافیت طلب کرنا بھی تعلیم مصطفوی ﷺ ہے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی ''یا رسول اللہ کون سی دعا سب سے افضل ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا ''اپنے رب سے دنیا اور آخرت میں عافیت طلب کرو'' اس شخص نے دوسرے دن اور تیسرے دن حاضر ہو کر پھر یہی عرض کی۔ آپ ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا: اگر تجھے دنیا و آخرت میں عافیت مل گئی تو سمجھنا تم کامیاب ہو گئے۔(ترمذی جلد دوم)

حدیث دوم: ارشاد فرمایا کہ کسی شخص کو ایمان کے بعد عافیت سے بڑھ کر کوئی بہتر چیز نہیں ملی۔(ترمذی شریف)

حدیث سوم: نبی اکرم رحمت دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے اسے کسی مصائب میں مبتلا کر دیتا ہے۔(بخاری شریف)

معلوم ہوا: راحت و عافیت اگرچہ بڑی نعمت ہے مگر اس پر بھی یقین رکھے کہ علالت اور مشکلات میں بھی بھلائی پنہاں ہے۔

حدیث چہارم: نبی رحمت ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے کہ مومن کو جب کوئی بیماری پہنچتی ہے اور پھر اللہ کریم اسے صحت عطا فرماتا ہے تو وہ پچھلے گناہوں کیلئے کفارہ ہو جاتی ہے اور آئندہ کیلئے اصلاح نصیحت کا باعث ہوتی ہے......ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ! بیماری کیا ہوتی ہے؟ یعنی میں کبھی بیمار نہیں ہوا۔ اس پر آپ نے فرمایا ''ہمارے پاس سے اُٹھ جا کہ تو ہم میں سے نہیں ہے (یعنی تجھ میں بھلائی نہیں اس فخر سے توبہ کر)(ابوداؤد جلد ۲، صفحہ ۸۴)

حدیث پنجم: بیماری کی برکتوں سے یہ بھی ہے کہ انسانِ مومن جو اعمال صحت میں کرتا ہے اگر وہ مرض میں مبتلا ہو جائے اُن اعمال کے کرنے پر قادر نہ ہو تو اللہ کریم اُسے اُن اعمال کا بھی ثواب عطا فرما دیتا ہے۔ فرمایا نبی مکرم رسول معظم ﷺ نے جب مومن شخص مسلسل نیک اعمال کرتا رہتا ہے لیکن جب وہ کسی بیماری یا سفر کے باعث نہیں کر سکتا تو اس کیلئے اُسی طرح اجر و ثواب لکھا جائے گا جس طرح صحت و اقامت کی حالت میں لکھا جاتا تھا۔(ابوداؤد جلد ۲، ص ۸۴)

حدیث ششم: فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ فرشتے سے کہا جاتا ہے تو اس کی نیکیاں لکھ جیسے تو پہلے لکھا کرتا تھا پھر اگر بیمار شخص شفایاب ہوتا ہے تو اللہ اسے گناہوں سے دھو کر پاک کر دیتا ہے۔ اگر اسے وفات دے تو اس کی بخشش کر دی جاتی ہے اور اللہ رحیم اس پر رحم فرماتا ہے۔(شرح السنہ)

تو آئیے! بارگاہِ ربِ قدیر میں بطفیلِ حبیبِ لبیب ﷺ عرض کریں

ے الٰہی سایۂ صادقؔ سلامت تا قیامت رکھ
ضرورت ہے ابھی قوم و وطن کو بے بہا ان کی

أسئل اللّٰہ العظیم رب العرش العظیم ان یشفیك الا عافاہ من ذالك المرض (الدعاء الرسول المکرّم ﷺ ابوداؤد جلد ۲، صفحہ ۸۶)

سُنّیوں کا رُخ اُجالا: تحدیث نعمت کے طور پر یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ نورِ مجسم ﷺ کی نورانیت کے صدقہ سے حضرت نباضِ قوم مدظلہ کی زیارت کر کے عوام و خواص کی زبان پر بے ساختہ یہ جملہ جاری ہو جاتا ہے کہ ''ماشاء اللہ آپ کا چہرہ مبارکہ پر اللہ تعالیٰ کا نور برس رہا ہے بلکہ اس میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے''

(اللھم زد فزد، چشم بد دُور)

حضرت اپنے روشن و درخشاں متبسم چہرۂ مبارکہ سے نہایت شفقت و محبت بھرے انداز و روح پرور نظر محبت سے بخندہ پیشانی جب متوجہ ہوتے ہیں تو دلوں کو سرور حاصل ہو جاتا ہے۔ باقرار صالح عرض کرتا

ہوں کہ پُرسکون و مطمئن چہرہ پر روحانیت و لمعۂ نور کے نمایاں اثرات ہیں جو آج بھی کوئی چشم سر کے ساتھ دیکھ سکتا ہے۔ حضرت موصوف کم وبیش پانچ سال سے مختلف عوارض اور ضعف و علالت کی زد میں ہیں مگر بحمدہٖ تعالیٰ نہ عزم و عزائم میں کوئی کمی آئی اور نہ ہی مسلکی درد و تڑپ اور تبلیغی جذبہ و ولولہ کم ہوا۔ حضرت کے جمال افروز چہرۂ مبارکہ سے فقیر کو جو روحانی سکون و قرار حاصل ہوتا ہے اس کا لفظوں میں بیان ممکن نہیں۔ اگر کوئی چاہے تو خود مشاہدہ کر سکتا ہے۔

ذالك فضل اللّٰه يوتيه من يشاء

آپ کی زیارت کرنے سے رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان عالیشان کا جلوہ نظر آتا ہے اور آپ اس بشارت کے مظہر بنے ہوئے ہیں کہ فرمایا: رسول کریم ﷺ نے ’’اللہ کے بہترین بندے وہ ہیں (اذا راؤ اذکر اللّٰہ) جب ان کی زیارت کی جائے تو اللہ یاد آ جائے (روحانی سکون و قرار ملے) (مشکوٰۃ)

واللہ باللہ تاللہ یہ وہ ہستیاں ہیں کہ ان کا ادب و احترام و محبت رضائے الٰہی کا حصول ہے بلکہ رب کریم کی تعظیم و احترام ہے۔ فرمایا رسول اکرم ﷺ نے ’’کوئی اللہ تعالیٰ کے بندے (ولی) سے محبت نہیں کرتا مگر وہ اپنے رب عزوجل کا احترام کرتا ہے۔ الا اکرم ربہ عزوجل‘‘ (مشکوٰۃ)

یاد رہے کہ حضرت نباض قوم مدظلہ اسی کمرہ میں بستر علالت پر ہیں جہاں آپ کے آقائے نعمت محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کا قیام ہوتا تھا۔ حضرت ممدوح دامت برکاتہم القدسیہ کے فرزندان اپنے عظیم و کریم والد گرامی کے ساتھ اپنے جسمانی و روحانی تعلق کا خوب حق ادا کر رہے ہیں۔ بڑے صاحبزادے مولانا الحاج ابوالرضا محمد داؤد رضوی عیادت کیلئے آنے والے احباب سے ملاقات فرماتے ہیں علاوہ ازیں اہل محبت کے اصرار پر اندرون شہر کے پروگراموں کے ساتھ ساتھ دور دراز اضلاع میں تبلیغ دین کے پروگراموں میں شمولیت کرتے ہیں اور چھوٹے صاحبزادے الحاج محمد رؤف رضوی صاحب تو بفضلہٖ تعالیٰ مسلسل شب و روز حاضر خدمت رہتے ہیں اور خوب ہی خدمت کا حق ادا فرما رہے ہیں، آنے والے احباب علماء و مشائخ و برادران اہلسنّت کو حضرت صاحب کی زیارت و ملاقات کرواتے ہیں (اللھم زد فزد)۔ اگر مبالغہ نہ ہو تو روزانہ ملاقاتیوں کی تعداد سینکڑوں میں ہوتی ہے۔ صحت دریافت کرنے والے اتنے افراد کے ساتھ کسی ناگواری کے بغیر خوش دلی سے ملاقات کرنا، اُن کی تواضع کرنا، اُن کی گذارشات کے جوابات میں صاحبزادگان (سلمھما اللّٰہ تعالیٰ) اظہار شفقت و محبت اور احباب کی خاطر اپنے آرام و راحت کی پروانہ کرنا نیز دوسری طرف حد یہ ہے کہ حضرت نباض قوم مدظلہ کے صاحبزادگان کی والدہ محترمہ مکرمہ (جو عرصۂ دراز سے علیل و صاحب فراش ہیں) کی خدمت کرنا اور اپنی ہمشیرہ محترمہ رحمۃ اللہ علیہا کے وصال کا جو صدمہ پہنچا، اس کا برداشت کرنا، نیز مرحومہ مغفورہ کے اکلوتے صاحبزادے محمد حامد رضا صاحب (جو بیمار اور شدت غم سے نڈھال ہیں) کی دیکھ بھال کرنا...... یہ سب بفضلہٖ تعالیٰ شہزادگان کی اپنے عظیم کریمین والدین کے ساتھ خدمت کی عمدہ و لاجواب مثال ہے۔

مولیٰ کریم اپنے حبیب کریم ﷺ کے وسیلۂ جلیلہ سے صابر و شاکر، شاہد و مجاہد، مرشدی سیدی و سندی شیخ کامل قبلہ مفتی ابوداؤد محمد صادق صاحب کو شفائے عاجلہ صحت کاملہ عطا فرمائے، آمین

اللھم اشفع مرضانا یا شافعی الامراض

؎ زینت صدق و صفا سے کر مجھے آراستہ
مرشدی صادق محمد با صفا کے واسطے

(آمین)

(طالب دعا: محمد سرور رضوی گوندلوی)

☆☆☆☆☆☆☆

ورجینیا میں تاریخی میلاد کانفرنس

(رپورٹ: ڈاکٹر محمد ظفر اقبال نوری صاحب، چیئرمین انٹرنیشنل پیس مشن)

ماہِ نور ربیع الاوّل شریف ذکرِ مصطفےٰ ﷺ کے جلوے بکھیرتا اور روش روش محبتِ رسول ﷺ کے گلاب مہکاتا رہا، ہر سال کی طرح اس سال بھی ورفعنا لك ذکرك اور وللآخرة خیرٌ لك من الاولیٰ کے خدائی اہتمام کا خوب خوب اظہار رہا۔ اس سال پوری دنیا میں پہلے سے کہیں بڑھ کر محافل میلاد کا انعقاد کیا گیا۔ پورے امریکہ میں بھی قریہ قریہ، شہر شہر، عید میلاد النبی ﷺ کے سلسلہ میں جلسے ہوئے کانفرنسیں منعقد ہوئیں اور عظمت مصطفےٰ ﷺ اور شوکت اسلام کے اظہار کیلئے جلوس بھی نکالے گئے۔ انٹرنیشنل پیس مشن ورجینیا میں گذشتہ چار سالوں سے جشن عید میلاد النبی ﷺ کا اہتمام کر رہا ہے۔ مگر اس سال کا اہتمام ہر طرح سے تاریخی ثابت ہوا۔ تقریب کا عنوان ''جشن عید میلاد النبی پیس کانفرنس'' تھا جس کی صدارت آستانہ عالیہ موہڑہ شریف کے زیب سجادہ حضرت پیر ڈاکٹر فضیل عیاض قاسمی مدظلہ کو کرنا تھی جبکہ خصوصی خطاب کیلئے پاکستان کے نامور عالم دین جماعت اہلسنّت پنجاب کے صدر حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اقبال چشتی کو مدعو کیا گیا تھا۔ بارگاہ رسالت میں گلہائے عقیدت پیش کرنے کیلئے بلبل گلستان نعت رسول الحاج محمد اصغر سلطانی شہر جمال مدینہ منورہ سے بطور خاص تشریف لائے تھے۔ یہ تاریخی میلاد النبی پیس کانفرنس اپنے اعلان کردہ وقت پر شروع ہوئی اور پاکستانی مذہبی وسماجی تقریبات کی روایت کے خلاف سامعین بھی بروقت تشریف لائے۔ تقریب شروع ہونے کے بعد آدھ گھنٹے ہی میں واٹر فورڈ بلڈنگ کے برقی قمقموں اور بڑے بڑے آرائشی فانوسوں سے جگمگاتے چاروں وسیع ہال کھچا کھچ بھر گئے۔ کرسیوں پر جگہ نہ ہونے کی بناء پر چادریں بچھا کر فرشی نشست کا بھی اہتمام کر دیا گیا، اندر کہیں تل رکھنے کی جگہ نہ تھی اور باہر ابھی لوگوں کی قطاریں سخت سردی میں اندر آنے کی منتظر تھیں۔ فائر مارشل کے اقدام کے خدشے کے پیش نظر بلڈنگ انتظامیہ نے اجازت نہ دی تو سینکڑوں لوگ اندر داخل نہ ہو سکے۔ الحاج رانا محمد اصغر سلطانی کی ولولہ انگیز نعت خوانی نے ایک سماں باندھ دیا۔ معروف نیوز کاسٹر وائس آف امریکہ کے برادر خالد حمید نے نعت شریف پڑھ کر حاضرین کو رُلا دیا۔ ان کے علاوہ اسد کمال، شکیل آزاد، علامہ اعجاز حسین نقشبندی، میاں شاہد اویس قادری، حافظ عمران اور ظفر انوار نے گلہائے نعت نچھاور کئے۔ تقریب کی نقابت کے فرائض پاکستان پوسٹ کے بیورو چیف کوثر جاوید نے بطریق احسن ادا کئے۔ حضرت پیر ڈاکٹر فضیل عیاض قاسمی والیٔ موہڑہ شریف اپنی علالت کی وجہ سے تشریف نہ لا سکے۔ مگر مہمان خصوصی خطیب پاکستان حضرت علامہ مفتی محمد اقبال چشتی نے اپنے ایمان افروز روح پرور، ولولہ انگیز خطاب سے حاضرین کے دل موہ لئے۔ ان کی تقریر کے دوران فضاء مسلسل نعرہ ہائے تکبیر و رسالت سے گونجتی رہی۔ انہوں نے عظمت مصطفےٰ ﷺ کا بڑے خوبصورت پیرائے میں اظہار کیا۔ انہوں نے کہا کہ حضور رحمت عالم ﷺ صرف انسانوں ہی کیلئے نہیں بلکہ تمام عالمین کیلئے رحمت ہیں اور مسلمانوں کیلئے نعمت ہیں۔ اس لئے تمام بنی نوع انسان کو ان کی آمد پر اظہار تشکر کیلئے جشن مسرت منانا چاہیئے۔ مفتی صاحب کی تقریر دلپذیر کے بعد درود وسلام پڑھا گیا اور حاضرین رسول اعظم و نبی آخر الزمان ﷺ کے موئے مبارک کی زیارت سے اپنے قلوب و روح اور بصیرت و بصارت کیلئے روشنیاں سمیٹتے میلاد رسول ﷺ کی خوشی میں تقسیم ہوتی شیرینی وصول کرتے عشق مصطفےٰ ﷺ سے سرشار

گھروں کو روانہ ہوئے۔ کتنے روز گزر گئے ہیں اور ابھی تک لوگ ایک دوسرے کو مبارک باد دے رہے ہیں۔ بلاشبہ یہ میلاد کانفرنس امن وسلامتی کا پیام تھی اور عید میلاد النبی ﷺ کے سلسلے میں منعقد کی گئی، ورجینیا کی تاریخ کی سب سے بڑی کانفرنس تھی۔ یہ سطور لکھتے ہوئے میرا قلم بھی سجدہ کناں ہے اور میرا قلب بھی رب کریم کے حضور سپاس وتشکر کے جذبوں سے سرشار ہے۔ میری گردن رب کریم کے حضور فرطِ تشکر سے جھکی جا رہی ہے۔ مجھے یاد ہے جب چودہ سال قبل میں الیگزر ینڈیا ورجینیا میں وارد ہوا تھا۔ اسلامک فاؤنڈیشن آف نارتھ امریکہ کے زیر اہتمام ایک جگہ جمعہ پڑھاتا تھا اور حالت یہ تھی کہ ہمارے اجتماع کے باہر لوگ میلاد پاک کے خلاف لٹریچر تقسیم کر جاتے تھے۔ علاقے کے تمام اسٹوروں پر جشن میلاد منانے کو شرک و بدعت اور جہنم لے جانے والا عمل بتاتے ہوئے بروشر رکھے جاتے تھے۔ لیکن آج الحمد اللہ صورتحال یکسر بدل چکی ہے۔ اب نہ صرف الیگزر ینڈریا ہی میں نہیں بالٹی موڑ، سلور سپرنگ، ہرنڈن، مناس، وڈبرج، رچمنڈ اور سپرنگ فیلڈ ہر طرف گھر گھر میلاد کی محافل منعقد ہو رہی ہیں۔ حتیٰ کہ جن مراکز سے میلاد پاک منانے کو شرک وبدعت قرار دیا جاتا تھا، اب وہاں سے بھی جواز میلاد کی صدائیں آنا شروع ہو گئی ہیں۔ اگرچہ ابھی بھی کچھ لوگ اپنی انتہا پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس انعقاد میلاد کو (معاذ اللہ) گانے بجانے سے تعبیر کرتے ہیں اور ربیع الاوّل کا پورا مہینہ اپنے جمعے کے اجتماعات میں میلاد پاک کے ذکر کی مخالفت کرتے ہیں۔ کاش انہیں پتہ چل جاتا کہ:

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

ہماری گزارش فقط اتنی ہے جو میلاد پاک نہیں مناتے وہ منانے والوں کو ''جہنم کی نوید'' نہ سنائیں، ہر بات میں شدت اور انتہا پسندی اچھی نہیں ہوتی۔ اسلام اعتدال کا دین ہے اور ہمیں اعتدال ہی کا مظاہرہ کرنا چاہیئے۔ باقی رہی یہ بات کہ دور رسول ﷺ یا دور صحابہ میں میلاد کانفرنسیں نہیں ہوئیں، اس لئے یہ بدعت ہیں تو اعتراض کرنے والوں کو غور کرنا چاہیئے کہ اگر میلاد کانفرنس نہیں ہوتی تو سیرت النبی کانفرنس، ختم نبوت کانفرنس، عظمت صحابہ کانفرنس، قرآن کانفرنس اور توحید واسلامی کنونشن بھی کہیں نہیں ہوئے۔ اگر یہ سارے امور کار خیر سمجھ کر کرنا بدعت نہیں تو فقط میلاد ہی کو بدعت کہنے کی زیادتی کیوں کی جاتی ہے۔ اسلام جامد وساکت دین نہیں اور نہ ہی یہ چاروں طرف سے کٹے ہوئے جوہڑ کی طرح ہے۔ یہ تو ایک متحرک و فعال دین ہے اس کی مثال دریائے رواں کے آب صافی کی ہے جو آگے ہی آگے بڑھتا چلا جاتا ہے اور ہر دور کے عصری تقاضوں اور سماجی رویوں کے تغیر وتبدل کو ساتھ لے کر چلتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو پھر میناروں اور محرابوں سے سجی سنگ مرمر والی تمام مسجدیں گرانا پڑتیں اور دور رسول کی مسجد نبوی کی طرح گارے پتھر کی کچی دیواروں اور گھاس بھوس کی چھت اور قالینوں کے بغیر ننگے فرش والی مسجدیں بنانا پڑتیں۔ درجنوں اسلامی ممالک کو اپنے اپنے جھنڈوں سے ہلال کا نشان نکالنا پڑتا کہ ہلال تو صدیوں تک مسلمانوں کا شعار ہی نہ تھا۔ اسے تو سلطنت عثمانیہ میں اسلام اور مسلمانوں کا نشان بنایا گیا۔ سعودی حکومت کو اپنے قیام کی سالگرہ، عید الوطنی بند کرنا پڑتی کیونکہ دور رسول میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ دور رسول ﷺ میں بہت سارے امور جو آج میلاد منانے والے اور نہ منانے والے سب کرتے ہیں، موجود نہ تھے مگر سب کرتے ہیں۔ تفسیر، اصولِ تفسیر، اصولِ فقہ، فلسفہ و منطق، طریقِ تدریس، نظامِ تعلیم، نصابِ تعلیم، چھاپہ خانے، چینلز پر علماء کے چھکتے ہوئے پیغامات کچھ بھی نہ تھے۔ اگر میلاد کو غلط کہا جائے تو یہ سب کچھ بھی غلط ٹھہرے گا۔ علامہ محمد اقبال نے ایک مرتبہ میلاد النبی ﷺ کے جلسے سے خطاب کرتے ہوئے ایسے ہی خیالات کا اظہار کیا تھا۔ انہوں نے فرمایا تھا ''زمانہ ہمیشہ بدلتا رہتا ہے'' انسانوں کے طباع، افکار اور ان کے مکتبہ ہائے نگاہ بھی بدلتے رہتے ہیں لہٰذا تہواروں کے منانے کے طریقے اور مراسم بھی ہمیشہ متغیر رہتے ہیں اور ان سے استعارے کے طریق بدلتے رہتے ہیں۔

ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے مقدس دنوں کے مراسم پر غور کریں اور جو تبدیلیاں افکار کے تغیرات سے ہونا لازم ہیں ان کو مدنظر رکھیں، من جملہ ان مقدس ایام کے جو مسلمانوں کیلئے مخصوص کئے گئے ہیں۔ایک میلاد النبی ﷺ کا دن ہے۔میرے نزدیک انسانوں کی دماغی اور قلبی تربیت کیلئے نہایت ضروری ہے کہ ان کے عقیدے کی رو سے زندگی کا جو نمونہ بہترین ہے وہ ہر وقت ان کے سامنے رہے۔چنانچہ مسلمانوں کیلئے اسی وجہ سے ضروری ہے کہ وہ اسوۂ رسول کو ہمیشہ مدنظر رکھیں تا کہ جذبہ تقلید اور جذبہ عمل قائم رہے''۔

قارئین! علامہ محمد اقبال مرحوم کے اس اقتباس کے بعد اب کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ضد اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا جائے بلکہ ہم سب کو مل کر میلاد مصطفےٰ ﷺ کا اہتمام کرنا چاہیئے تا کہ تعلق بارسول اللہ پختہ اور اطاعت پر تحریک ملتی رہے۔

مسلم دنیا میں فیضانِ پیرانِ پیر رضی اللہ عنہ کے ہمہ جہت اثرات

(خصوصی تحریر جناب محمد حنیف طیب صاحب، جنرل سیکرٹری سنی اتحاد کونسل)

۱۹۸۵ء میں جب میں محنت وافرادی قوت و سمندر پار پاکستانیوں کے امور کا وفاقی وزیر تھا تو حسنِ اتفاق سے دربارِ غوث اعظم کے اس وقت کے سجادہ نشین حضرت سید یوسف الگیلانی پاکستان تشریف لائے۔ایک دن میں اپنے سرکاری دفتر میں بیٹھا تھا کہ مجھے اطلاع ملی کہ حضرت سید یوسف الگیلانی فون پر بات کرنا چاہتے ہیں۔میں نے اُن کی خدمت میں سلام عرض کیا، خیر و عافیت کے بعد انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ میں آپ سے دفتر آ کر ملنا چاہتا ہوں۔میں نے عرض کیا کہ ایسا تو اچھا نہیں ہوگا۔میں نے گیلانی صاحب سے اُن کی قیام گاہ کے بارے میں دریافت کیا تاہم وہ خود آنا چاہتے تھے۔کافی دیر گفت وشنید رہی۔میرے اصرار کے باعث انہوں نے اپنی قیام گاہ کا پتا سمجھا دیا۔لہٰذا میں نے وقت مقررہ پر ان کی قیام گاہ پر حاضری دی اور ان کی دست بوسی کا شرف حاصل کیا۔میری رہائش گاہ پر ایک استقبالیے کا انتظام کیا گیا۔اس استقبالیے میں متعدد وزراء و سیکرٹری صاحبان شریک ہوئے۔اس تقریب میں موصوف نے مجھ پر بہت شفقت فرمائی اور مجھے غوث پاک کے مزار کی ایک چادر بھی بطور تحفہ عنایت فرمائی، جو میرے لئے بڑی سعادت کی بات تھی۔

❁ مجھے چار مرتبہ سیدنا غوث اعظم کے مزار پر حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ایک مرتبہ جب میں بغداد شریف حاضر ہوا تو میری خوش قسمتی کہ مجھے علامہ سید شاہ تراب الحق قادری کی رفاقت حاصل تھی۔ان کے علاوہ حافظ محمد تقی شہید، میرے بہنوئی غلام حسین دیوان مرحوم، مولانا غلام حیدر سعیدی مرحوم اور الحاج محمد صدیق اسماعیل بھی ہمراہ تھے۔اس موقع پر ہم نے نقیب الاشرف سیدنا یوسف الگیلانی، سیدنا احمد ظفر گیلانی، سیدنا عبدالرحمٰن گیلانی سے بھی ملاقات کی۔حضرت یوسف گیلانی نے ہمارے وفد کو مشورہ دیا کہ آپ رات ۱۰ بجے کے بعد دربارِ غوث الاعظم رضی اللہ عنہ پر حاضری کیلئے آئیں۔ان کے ارشاد کے مطابق رات جب ہم وہاں پہنچے تو مزار شریف کے سارے دروازے بند ہو چکے تھے، صرف ایک دروازے پر سیدنا یوسف گیلانی کا ایک نمائندہ ہمارا منتظر تھا۔وہ نمائندہ ہمیں سیدنا غوث پاک رضی اللہ عنہ کے مزار پر لے گیا، جہاں سیدنا یوسف گیلانی موجود تھے۔انہوں نے سیدنا غوث اعظم کے مزار شریف کی جالی کا دروازہ کھولا اور ہمارے وفد کو اندر بلایا اور فرمایا کہ آپ جتنی دیر چاہیں، یہاں رُک سکتے ہیں۔مگر ہم اندر تھوڑی ہی دیر رُکے۔اس کے بعد ہم جالی کے باہر آ کر کافی دیر اوراد و وظائف میں مشغول رہے۔سیدنا یوسف گیلانی نے اس موقع پر بھی وفد کے ارکان کی تواضع کا اہتمام کیا تھا، جس کے بعد ہمیں تبرکات بھی عنایت کئے گئے۔

❁ بغداد شریف مدینۃ الاولیاء ہے۔یہاں اور عراق کے دیگر شہروں میں بڑے بڑے اکابر ائمہ، علماء و مشائخ کے علاوہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مزارات بھی ہیں۔عراق میں حضرت سلمان فارسی، حضرت حذیفہ بن یمان، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت جنید بغدادی، حضرت داؤد طائی، حضرت سری سقطی، حضرت بہلول دانا، حضرت معروف کرخی، شیخ شہاب الدین سہروردی (رضی اللہ عنہم) اور

دیگر اکابر اولیاء کے مزارات آج بھی مرجع خلائق ہیں۔ غوثِ اعظم کے مزار مبارک کے قریب ہی ان کی اولاد کے مزارات ہیں۔ غوث الاعظم کے مزار سے متصل مسجد اور روحانی کمپلیکس صدام حسین مرحوم کی حکومت کا ایک سنہرا کارنامہ ہے۔ عراق میں شہدائے کربلا کے حوالے سے اہل بیت اطہار کے مزارت بھی شان وشوکت کے ساتھ موجود ہیں اور مرجع خلائق ہیں۔ نجف شریف' کاظمین شریفین و دیگر مقامات پر ہروقت زائرین کا ہجوم رہتا ہے۔

دنیا بھر میں غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی محبت: الحمد للہ مجھے متعدد مرتبہ دنیا کے مختلف ممالک میں جانے کا اتفاق ہوا۔ جہاں جہاں بھی گیا' میں نے دیکھا کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے عقیدت مند ہر جگہ موجود ہیں۔ اس ضمن میں ہالینڈ' امریکہ' برطانیہ' ساؤتھ افریقہ' کینیڈا اور دیگر ممالک میں گیارھویں شریف کی محافل مختلف عنوانات سے منعقد ہوتی ہیں جن میں اولیائے کرام کے عموماً اور سیدنا غوث اعظم کے خصوصاً فضائل و کمالات اور تعلیمات پر مبنی خطبات ہوتے ہیں۔ بعدازاں لنگر غوثیہ کا بھی اہتمام ہوتا ہے۔

﴿﴾ ایک مرتبہ مجھے بیرون ملک ایک کانفرنس میں جانے کا اتفاق ہوا۔ ہم ایک کوسٹر میں ہوٹل سے کانفرنس گاہ کی طرف جارہے تھے۔ کوسٹر میں' میرے برابر سوڈان کے ایک اسکالر بیٹھے ہوئے تھے۔ سلام دعا کے بعد' میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کے ملک میں قصیدہ بردہ شریف پڑھا جاتا ہے تو ان کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی۔ انہوں نے تبسم آمیز لہجے میں جواب دیا ''ہمارے ہاں نہ صرف قصیدہ بردہ شریف بلکہ قصیدہ غوثیہ بھی پڑھا جاتا ہے اور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی یاد میں باقاعدہ ماہانہ محافل منعقد ہوتی ہیں۔ پاکستان کے ابتدائی برسوں میں عراق کے پاکستان میں متعین سفیر' سید عبدالقادر جیلانی تھے۔ پاکستان کے لوگ ان سے بڑی محبت کرتے تھے اور وہ بھی پاکستان سے حد درجہ محبت کرتے تھے۔ سفارت کاری کے دوران ان کا سارا وقت کراچی میں گزرا۔ ان کی قیام گاہ پر ماہانہ گیارھویں شریف منعقد ہوتی تھی اور سالانہ محفل تو بہت بڑے پیمانے پر ہوتی تھی۔ حضرت سیدنا طاہر علاؤ الدین الگیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا آستانہ بھی مشائخ اور وابستگان کیلئے فیوض و برکات کا ایک سرچشمہ رہا۔

پادری کا مسلمان ہو جانا: ایک مرتبہ جب میں برطانیہ کے دورے پر تھا تو رضا اکیڈمی برطانیہ کے رہنماؤں نے میری ملاقات ڈاکٹر ہارون احمد سے کرائی (جن کا انتقال ابھی کچھ عرصہ قبل ہی ہوا ہے) گفتگو میں پتا چلا کہ ڈاکٹر ہارون کچھ عرصہ قبل عیسائی مذہب کے پادری تھے۔ یہ معلوم ہونے کے بعد میری دلچسپی اور بڑھ گئی' میں نے ان سے دریافت کیا کہ ''آپ کس بات سے متاثر ہو کر مسلمان ہوئے؟'' انہوں نے فرمایا' یوں تو مجھے اسلام کی بہت سی باتوں نے متاثر کیا' لیکن سردست میں آپ کو ایک بات بتاتا ہوں۔ وہ یہ کہ مسلمان اپنے جو اجتماعات ماہانہ اور سالانہ بنیادوں پر کرتے ہیں ان محافل میں' میں نے مشاہدہ کیا ہے کہ مسلمان اپنے مہمانوں کی تواضع کرنے میں بہت کشادہ دل اور محبت والے ہیں۔ وہ اپنے مہمانوں کو کھانا کھلانے میں اور ان کی تواضع کرنے میں بہت زیادہ توجہ دیتے ہیں۔ بعض جگہوں پر ان کے ہاتھ تک خود دھلاتے ہیں' تولیہ پیش کرتے ہیں۔ مہمان کو بار بار اور زیادہ سے زیادہ کھانے پر اصرار کرتے ہیں۔ غرض کھانا کھلانے میں ایسی دل جمعی اور اخلاص میں نے کہیں اور نہیں دیکھا۔ اس حسن سلوک نے مجھے بہت متاثر کیا۔ میں اسلام کی حقانیت کے بہت سے گوشوں سے پہلے ہی متاثر تھا' لیکن انسانی خدمت کے اس جذبے کو دیکھ کر' میں بہت مطمئن ہوا اور میں نے محسوس کیا کہ اسلام ہی دین حق ہے۔ مختصر یہ کہ نہ صرف عالم اسلام بلکہ مغربی ممالک میں بھی جہاں اسلام اور مسلمان موجود ہیں وہاں سلسلۂ قادریہ کے ہمت جہت اثرات ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سالانہ ممبرشپ حاصل کریں

پاکستانی حضرات صرف

200 روپے کا منی آڈر ارسال

فرما کر سالانہ ممبر بن سکتے ہیں۔

رقم ارسال کرنے کا پتہ:

ادارہ رضائے مصطفٰے

چوک دارلسلام

گوجرانوالہ

پاکستان

055-4217986

0333 8295933

بیرونی حضرات

ہماری ویب سائیڈ پر

معلومات والا پیج

ملاحظہ فرمائیں

شکریہ۔

0092-55

4217986

03338295933

ای میل کرنے کے لئے نوٹ

فرمائیں۔

razamustafagrw
@gmail.com

hassanniazi2000

@yahoo.com